عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۲۲ تا ۲۸ / ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۳۴

دین کی حقیقت

عشق و محبّت انسانیت کی فطرت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ

قادیانیوں کو دعوت غور و فکر

سرکاری امداد دینی مدارس کے لئے سمِ قاتل

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.co

دس ذوالحجہ کو رمی جمار کے لئے کنکریاں دوسرے کو دے کر چلے آنا جائز نہیں:

س:...... میرے ایک دوست جن کا تعلق انڈیا سے ہے۔ اس مرتبہ ان کا ارادہ حج کرنے کا بھی ہے اور اپنے وطن جا کر گھر والوں کے ساتھ عید کرنے کا بھی، جبکہ عربی کیلنڈر کے مطابق عربی کی دس بروز جمعرات ہے اور اس طرح سے حج جمعرات کو ہو جاتا ہے، لیکن شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے تین دن تک منیٰ میں رکنا پڑتا ہے۔ میرے دوست چاہتے ہیں کہ جمعہ کی صبح والی فلائٹ سے انڈیا روانہ ہو جائیں اور اپنی کنکریاں مارنے کے لئے کسی دوسرے شخص کو دے دیں تو کیا اس صورت میں اس کے حج کے تمام فرائض ادا ہو جاتے ہیں؟ اور حج مکمل ہو جاتا ہے یا کہ نہیں؟

ج:...... جمرات کی رمی واجب ہے اور اس کے ترک پر دم لازم آتا ہے۔ آپ کے دوست بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ اپنی کنکریاں کسی دوسرے کے حوالے کر کے خود چلے آنا جائز نہیں۔ ان کا حج ناقص رہے گا، ان کا دم لازم آئے گا، اور وہ قصداً حج کا واجب چھوڑنے کی وجہ سے گناہگار ہوں گے۔ تعجب ہے کہ ایک شخص اتنا خرچ کر کے آئے اور پھر حج کو ادھورا اور ناقص چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اگر ایک سال عید گھر والوں کے ساتھ نہ کی جائے تو کیا حرج ہے؟ واضح رہے کہ جو شخص خود رمی کرنے پر قادر ہو اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا رمی کر دینا کافی نہیں، بلکہ اس کے ذمہ بذات خود رمی کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص ایسا بیمار یا معذور ہو کہ خود جمرات تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی طرف سے نیابت جائز ہے کہ اس کے حکم سے دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کر دے۔

کیا حاجی پر عید کی قربانی بھی واجب ہے؟

س:...... جو حضرات پاکستان سے حج کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے وہاں حج کے دوران ایک قربانی واجب ہے یا دو واجب ہیں اور اگر ایک قربانی کر دی ہو تو اب کیا کیا جائے؟

ج:...... جو حاجی صاحبان مسافر ہوں اور انہوں نے حج تمتع یا قران کیا ہو ان پر صرف حج کی قربانی واجب ہے اور اگر انہوں نے حج مفرد کیا ہو تو ان کے ذمہ کوئی قربانی واجب نہیں اور جو حاجی مسافر نہ ہوں بلکہ مقیم ہوں ان پر بشرط استطاعت عید کی قربانی بھی واجب ہے۔

حج وعمرہ میں کتنے بال کٹوائیں:

س:...... حج یا عمرہ مسلمان کے لئے ایک بہت بڑی فضیلت ہے، ان کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ رکن مقرر کئے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو حج یا عمرہ نہیں ہوتا۔ ان دونوں فریضوں میں ایک آخری رکن ہے سر کے بال کٹانا۔ استرے سے یا مشین سے یعنی سر کے ہر ایک بال کا چوتھا حصہ کٹانا چاہئے۔ آج کل جو لوگ حج یا عمرہ کے لئے آتے ہیں تو وہ تمام کے تمام بال یا بالوں کا چوتھا حصہ کٹانے کے بجائے قینچی سے ایک دو جگہ سے تھوڑے تھوڑے بال بالکل کاٹ دیتے ہیں اور یہ رکن اس طرح پورا کرتے ہیں، کیا اس طرح بال کٹانے سے رکن پورا ہو جاتا ہے؟ جبکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ بال استرے سے مونڈنا زیادہ افضل ہے، نہیں تو چوتھا حصہ بالوں کا۔

ج:...... احرام کھولنے کے لئے سر کے بال اتارنا ضروری ہے اور اس کے تین درجے ہیں: پہلا درجہ حلق کرانا ہے، یعنی استرے سے سر کے بال صاف کر دینا۔ یہ سب سے افضل ہے اور ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار رحمت کی دعا فرمائی، جو لوگ دور دور سے سفر کر کے حج وعمرہ کے لئے جاتے ہیں، اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بار کی دعائے رحمت سے محروم رہتے ہیں ان کی حالت بہت ہی افسوس کے لائق ہے کہ ان لوگوں نے اپنے بالوں کے عشق میں دعائے خیر سے محروم ہو جانے کو گوارا کر لیا۔ گویا ان کی حالت اس شعر کے مصداق ہے:

کعبے بھی گئے پر نہ چھٹا عشق بتوں کا
اور زمزم بھی پیا پر نہ بجھی آگ جگر کی

دوسرا درجہ یہ ہے کہ پورے سر کے بال مشین یا قینچی سے اتار دیئے جائیں۔ اس کی فضیلت حلق (سر منڈانے) کے برابر نہیں۔ لیکن تین مرتبہ حلق کرانے والوں کے لئے دعا کرنے کے بعد چوتھی مرتبہ دعا میں ان لوگوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر کاٹ دیئے جائیں۔ جو شخص چوتھائی سر کے بال نہ کٹوائے اس کا احرام ہی نہیں کھلتا۔ اور اس کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا اور بیوی کے پاس جانا بدستور حرام رہتا ہے، جو لوگ اوپر اوپر سے دو چار بال کتا کر کپڑے پہن لیتے ہیں وہ گویا احرام کی حالت میں کپڑے پہنتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ذمہ جنایت کا دم لازم آتا رہتا ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد ۲۲ شمارہ ۳۴ ۲۳ تا ۲۸/ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۹ تا ۲۲/جنوری ۲۰۰۴ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

شریک مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
عشق و محبت انسانیت کی فطرت (مولانا ابوالحسن علی ندوی)	6
دین کی حقیقت (حضرت مولانا اشرف علی تھانوی)	10
سرکاری امداد: دینی مدارس کے لئے سم قاتل (مولانا سلمان منصور پوری)	14
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی نظریہ (جناب شیخ راحیل احمد جرمنی)	17
قادیانیت ایک ناسور (عبدالباسط)	21
اخبار عالم پر ایک نظر	24

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲۔۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوم عرفہ کی بشارت: عقیدۂ ختم نبوت کی تکمیل

حج بیت اللہ کے دن قریب آ رہے ہیں۔ ۹/ہجری میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر حج فرض کیا گیا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام الحج بنا کر آپؐ نے روانہ فرمایا اور فریضہ حج پہلی دفعہ ادا کیا گیا۔ ۱۰/ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ آپ حج پر تشریف لے جا رہے ہیں جو جانا چاہے وہ تیاری کرلے۔ تقریباً ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کی معیت اختیار کی اور آپؐ نے حج کے ایک ایک رکن کا طریقہ بتا کر حج کی باقاعدہ عملی مشق کرائی۔ عرفہ کے دن آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا' جس کو منشور انسانیت اور اسلام کی اساس کہا جاتا ہے۔ اس دن آپؐ پر تکمیل دین کی آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری سنائی:

''آج کے دن ہم نے دین اسلام کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔'' (سورۂ مائدہ آیت:۳)

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت جس کا اعلان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت سنا کر دیا:

''نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے والد بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔'' (سورۂ احزاب:۳۹)

اس کی تکمیل اس آیت کریمہ سے کردی گئی کہ آپؐ کے بعد قیامت تک کسی نبی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی' اور نہ ہی کسی نئے دین اور شریعت کی۔ آپ کی شریعت قیامت تک رہنمائی کرتی رہے گی اور یہی دین اللہ تعالیٰ کے لئے پسندیدہ دین ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو پسند کرے گا وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔''

اس آیت کریمہ کے نزول کے کچھ عرصہ بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا اور آپؐ نہایت ہی توجہ کے ساتھ امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے اور اس مسئلہ کی حساسیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جب اسود عنسی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اس کے جہنم رسید ہونے کی خوشخبری جبریل امین علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی گئی تو آپؐ نے ان الفاظ سے خوشی کا اظہار فرمایا: ''فاز فیروز: فیروز کامیاب ہوگیا۔''

مسیلمہ کذاب نے جب عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے شراکت نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام تر مسائل اور مشکلات کے باوجود مفسرین' محدثین اور فقہائے کرام اور اہل بدر کی جماعت تیار کی اور مسیلمہ کذاب کو بیس ہزار پیروکاروں کے ساتھ جہنم رسید کیا۔ یہی وجہ ہے کہ امت نے مسئلہ ختم نبوت میں کبھی بھی کوتاہی نہیں کی اور کسی صورت میں بھی اس عقیدہ میں کسی کو نقب لگانے کی اجازت نہیں دی اور کس طرح دیتی؟

سو سے زائد آیات قرآنیہ اور دو سو سے زائد احادیث نبویہ اور اجماع امت سے یہ مسئلہ ثابت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے مدعی نبوت کے قتل کا حکم صادر فرما رہے ہیں۔ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہاد کر رہے ہیں' تو اس میں کوتاہی کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو علماء کرام نے اس کے خلاف فتاویٰ کے ساتھ مباہلوں' مناظروں اور تحریری مقابلہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ کرنے کے لئے جدوجہد شروع کی اور محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے الہامی حکم سے باقاعدہ ایک جماعت علماء کرام کی

تیاری گئی جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کیں اور کیوں نہ کرتے کہ ان کے سامنے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے کام کرنے والوں کے لئے کامیابی کی بشارت تھی۔ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد سے ملک کے مختلف حصوں میں قادیانی مسلمان ہونا شروع ہوئے تو قادیانیوں کے ترجمان رشید چوہدری بوکھلاہٹ میں مبتلا ہوگئے۔ جناب والا اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں، یہ تو فطری عمل ہے جو آج نہیں تو کل اور جلد ہی ہونے والا ہے، اس سے قبل کتنے جھوٹے مدعیان نبوت تھے جن کا نام ونشان آج تک نہیں ملتا۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں کا دین روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے کیونکہ حق کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کبھی کبھی آزمائش اور ابتلاء سے مشکلات ضرور پیش آتی ہیں جس سے باطل والے خوش ہوجاتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خاندان پر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے تو اختیاری طور پر امت مسلمہ کو ختم کرنے کے لئے قادیانیت کا شوشہ چھوڑا اور انگریزوں کے خودکاشتہ پودا بن کر اپنے کو بھی جہنم میں دھکیلا اور دوسروں کو بھی جہنم رسید کیا اور اپنی دشمنی کا ثبوت دیا۔ مگر ہمیں افسوس ان سادہ لوح لوگوں کا ہے اور ہمدردی ان لاعلم لوگوں سے ہے جو غفلت اور لاعلمی کا شکار ہوکر اسلام کے لبادہ سے دھوکہ کھا کر قادیانیت کے مکر اور فریب میں جکڑ دیئے گئے یا نوکری اور ویزوں کے لالچ میں قادیانیوں کے جال میں پھنس گئے ہیں۔ وہ بے چارے ضمیر کے ہاتھوں بھی بے چین ہیں دنیا کا سکون بھی برباد ہے اور آخرت میں جہنم ان کا مقدر رہے گی۔ حج کا موسم قریب ہے، لوگ حج پر جارہے ہیں اور قادیانی اپنے کفر کی وجہ سے حج کی سعادت سے محروم ہیں۔ اگر قادیانیت حق پر ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کیوں مکہ اور مدینہ سے محروم رہا؟ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے تو مکہ اور مدینہ کے بجائے اس نے قادیان کو کیوں افضل قرار دیا؟ کیوں قرآن کریم کے مقابلہ میں تذکرہ کو آگے کیا؟ کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا انکار کیا؟ کیوں انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت کو پامال کیا؟ کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کو مسخ کرنے کی کوشش کی؟

ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ لوگ نزول عیسیٰ اور حیات عیسیٰ کے مشکل مسئلوں میں پڑ کر اسلام اور دین کے بارے میں وساوس میں مبتلا ہوں۔ بلکہ ہم تو خیرخواہی اور ہمدردی کے جذبے سے مجبور ہوکر آپ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں کہ یوم عرفہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آیت کریمہ نازل ہوئی اس پر غور کریں اور دین اسلام جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے تو وہ بھی پسند کریں اس میں ان کی نجات ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی اس سے حاصل ہوگی۔

چوہدری پرویز الٰہی...... ناموس رسالتؐ پر ہزاروں دوستیاں قربان

جناب وزیراعلیٰ پرویز الٰہی صاحب کے والد محترم چوہدری ظہور الٰہی کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں گرامی قدر خدمات ہیں اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں انہوں نے بہت زیادہ قربانیاں دیں اور خود بھی پرویز الٰہی پابند صوم وصلوٰۃ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر جان نچھاور کرنے والے ہیں ان کا گھرانہ دیندار گھرانہ ہے، اس لئے یہ توقع تو نہیں کی جاسکتی کہ ان کا کوئی عمل ارادے سے ایسا ہوگا جس سے خدانخواستہ توہین رسالت کا کوئی پہلو نکلے مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کو دوستی کے نام پر ان کے قریب ترین دوست بن کر ان کے لئے جہنم کا سامان پیدا کررہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسلم نامی ان کا کلاس فیلو قادیانی ہے جس کے والد بھی قادیانی اور امریکہ کے صدر بش کے قریب ترین غلام ہیں۔ انہوں نے پرویز الٰہی کو دھوکہ دے کر ایک گاؤں اپنے نام کرالیا جو کہ ڈسکہ اور سیالکوٹ کے قریب ہے اور وہاں وہ قادیانیت کی تبلیغ کا مرکز بھی بنا رہے ہیں۔ جس طرح وہ ہسپتال بنا کر لوگوں کو قادیانی بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جس کی درخواست بھی دی گئی مگر ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ہم ان سطور کے ذریعہ دوبارہ پرویز الٰہی سے کہیں گے کہ دوستی کے لئے ناموس رسالت کو قربان کرسکتے ہیں یہ مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ آپ فوری طور پر اس گاؤں کا نام تبدیل کریں اور اس ہسپتال کو کسی مسلمان کے حوالہ کریں۔ ورنہ کل قیامت کے دن ہم آپ کا مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش کریں گے اس وقت بچت کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ آپ کی ملک کی اور مسلمانوں کی بہتری اس میں ہے...... ورنہ ہم مسلمانوں کو بیدار کریں گے کہ وہ خود ایسے دین کی حفاظت کے لئے ایسے لوگوں سے اپنا علاقہ پاک کریں اور ان کو گاؤں بدری پر مجبور کریں۔

عشق و محبت انسانیت کی فطرت

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

اسلام توحید کا دین ہے:

اسلام توحید خالص کا دین ہے۔ وہ خدا اور بندے کے درمیان کسی وساطت اور "ایجنسی" کا قائل نہیں۔ وہ کسی ایسی محسوس اور مادی چیز کا روادار نہیں جس کو انسان اپنے فکر و خیال میں معبود کی طرح بسا کر اپنی ساری توجہ اور ہمت وقوت اس پر مرکوز کردے اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ اس میں نہ تو واسطوں کی گنجائش ہے نہ مظاہر کی، نہ تصویروں کی نہ بتوں کی، نہ یہاں پادری اور پروہت کے قسم کا کوئی طبقہ پایا جاتا ہے، نہ کاہنوں اور مجاوروں کے طرز کی کوئی جماعت۔

اللہ تعالیٰ کا صاف ارشاد ہے:

"اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے، پس (لوگوں کو) چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، عجب نہیں کہ ہدایت پاجائیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"سو آپ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کی عبادت کرتے رہئے، یاد رکھو عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں (کہ) ہم تو ان کی پرستش بس اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں۔"

اس کے علاوہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خیال کی پاکی، فکر کی بلندی، نیت و ارادے کی صفائی و درستی، غیر سے بے تعلقی اور عمل میں اخلاص کے اس معیار اور فکر اور عقیدے کی اس سطح پر ہے، جس سے بہتر معیار اور بلند سطح ناقابل تصور ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب، فلسفے، دینی اور عقلی نظام اور پوری انسانیت مل کر بھی آج تک اس جیسی کوئی چیز پیش کرنے سے قاصر رہی اور اس معیار کے قریب بھی اس کی رسائی نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنا جو وصف بیان کیا ہے اس پر کوئی اضافہ ناممکن ہے:

"کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی (ہر بات کا) سننے والا ہے (ہر چیز کا) دیکھنے والا ہے)۔"

ایک مشہود کی ضرورت جو شوق و تعظیم کا مرکز بن سکے:

لیکن فطرت انسانی، فطرت انسانی ہی ہے۔ ایک ایسی چیز کی جستجو و آرزو ہر بشر کی سرشت میں داخل ہے جس کو وہ اپنی ان مادی آنکھوں سے دیکھ سکے، اس کے ذریعے اپنے جذبۂ شوق کی تسکین کر سکے اور قرب و وصال اور تعظیم و تسلیم کے اس شدید تقاضے کی آسودگی کا سامان کر سکے جو ہمیشہ سے اس کے خمیر میں ہے۔

شعائر اللہ اور ان کی حکمت:

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی ظاہری اور محسوس چیزیں مقرر کی ہیں جو اس کی ذات اقدس کے ساتھ کچھ خصوصیت رکھتی ہیں۔ اس کی طرف منسوب ہیں، اسی کی کہلائی جاتی ہیں اور ان پر اس کی رحمت کی اس قدر تجلی اور عنایت کی ایسی نظر ہے کہ ان کو دیکھ کر ہی خدا یاد آتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ بہت سے ایسے واقعات و معاملات اور اعمال و احوال وابستہ ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور اس کے انعامات، اس کا دین توحید اور اس کے رسولوں کا جہاد اور صبر یاد دلاتے ہیں۔ ان چیزوں کا نام اس نے "شعائر اللہ" رکھا۔ ان کی تعظیم اپنی تعظیم قرار دی اور ان میں کوتاہی کو اپنے حق میں کوتاہی کے مترادف بتایا اور انسانوں کو اس کی اجازت بلکہ دعوت دی کہ اس کے ذریعے وہ اپنی پوشیدہ و مستور محبت اور مشاہدہ و قرب کے فطری جذبے کو تسکین دیں اور اپنی آسودگی کا سامان کریں۔

ارشاد ہے:

"یہ بات ہو چکی اور جو کوئی (دین)

خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیز گاری میں سے ہے۔" (سورۂ حج:۳۲)

"یہ بات ہو چکی اور جو کوئی بھی اللہ کے محترم احکام کا ادب کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کے پاس بہتر ہوگا۔" (سورۂ حج:۳۰)

انسان کی فطرت میں عشق و محبت کا عنصر:

انسان نہ صرف عقل محض ہے نہ مجبور محض جو کسی قانون اور طاقت کے سامنے بے دست و پا ہو، نہ وہ ایسا مشینی پرزہ ہے جو کسی خاص قانون اور پہلے سے مقرر کردہ نقشے کے مطابق ایک دائرے میں گردش کرتا رہتا ہے وہ عقل بھی ہے دل بھی، ایمان بھی ہے اور وجدان بھی، اطاعت بھی ہے اور محبت بھی اور اسی میں اس کی عظمت و شرافت اس کی طاقت و عبقریت، ذہانت و دقیقہ رسی امتیاز و برتری اور ایثار و قربانی کا راز پوشیدہ ہے۔ اسی کی بدولت اس نے دشوار سے دشوار مسئلے پر قابو پایا، محیر العقول کارنامے انجام دیئے خارق عادت باتیں اس سے صادر ہوئیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی وجہ سے وہ "امانت" اس کے حوالے کی گئی جس سے آسمان، زمین اور پہاڑ سب معذرت کر چکے تھے۔ اس شہپر کی مدد سے اس نے ان بلندیوں پر اپنا نشیمن بنایا جہاں مقرب فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں، حیوانات اور جمادات کا ذکر کیا ہے؟

انسان کا اپنے رب کے ساتھ یہ رشتہ محض قانونی اور عقلی رشتہ نہیں، جس کا دائرہ صرف واجبات ادا کرنے احکام کی تعمیل کرنے، ٹیکس دینے اور اس کے بدلے میں کچھ حقوق حاصل کرنے تک محدود ہو، یہ محبت اور پاکیزہ جذبات کا بھی رشتہ ہے۔ یہ ایسا رشتہ ہے جس پر ذوق و شوق اور عشق و قربانی، اور دل سوزی و بے قراری کا غلبہ ہونا چاہئے اور یہ عنصر اس رشتے میں اس طرح جاری و ساری ہونا چاہئے کہ کوئی عمل اس کے اثر سے خالی نہ رہنے پائے۔ دین اس سے منع نہیں کرتا بلکہ اس کی دعوت دیتا ہے اس جذبے کو غذا پہنچاتا اور اس کو مزید قوت بخشتا ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"اور جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ کی محبت سب سے قوی رکھتے ہیں۔" (سورۂ بقرہ:۱۶۵)

دوسری جگہ آتا ہے:

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بگڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو، یہ سب تم کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوئے تو منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو مقصود تک نہیں پہنچاتا۔" (سورۂ توبہ:۲۴)

وہ اپنے رسول کا ذکر کرتے ہوئے ان کی محبت و خلوص اور ان کے شوق و فنائیت کو خاص طریقے پر نمایاں کرتا ہے اور اس کی طرف خصوصیت سے متوجہ کرتا ہے، یحییٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے:

"اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں سمجھ دے دی تھی اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی۔ اور وہ بڑے پرہیزگار تھے۔" (سورۂ مریم:۱۲-۱۳)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا پورا قصہ اسی محبت کی تصویر ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے اور محبوب فرزند کی محبت کے گلے پر کس طرح چھری پھیری اور جب تک خدا نے ان کے صدق و اخلاص اور صبر و قربانی کو دیکھ نہ لیا انہوں نے چھری گلے سے نہ ہٹائی۔

"اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ تھا بھی کھلا ہوا امتحان۔" (سورۂ صافات:۱۰۴، ۱۰۵)

حضرت ابراہیمؑ کی تعریف میں آتا ہے:

"بے شک ابراہیمؑ بڑے حلیم بڑے دردمند بڑے نرم دل تھے۔" (سورۂ ہود:۷۵)

صفات ہی کے علم سے محبت پیدا ہوتی ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے صفات و افعال اور اس کے انعامات کا اتنی کثرت سے ذکر اور اس کے اعادہ و تکرار اور اس قدر شرح و بسط کے ساتھ بیان کا اصل راز یہی ہے کہ صفات ہی محبت و شوق کا سرچشمہ ہیں۔ اسی بات کو بعض ائمہ اسلام نے "نفی مجمل اور اثبات مفصل" سے تعبیر کیا ہے۔ یہی اثبات ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کریمہ کا بیان اور اس کے دلائل و شواہد کا ذکر) جس سے انسان کے ذوق و شوق کو غذا ملتی ہے اور محبت جوش مارنے لگتی ہے۔ اگر نفی رہبر عقل ہے تو اثبات رہبر دل۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ صفات عالیہ اور اسمائے حسنیٰ ہمارے سامنے نہ ہوتے جن سے قرآن و حدیث بھرا ہوا ہے اور جن پر عشاق و محبین ہمیشہ اپنا سر دھنتے رہے، عارفین ان کے ترانے گاتے رہے، ذاکرین ان کی تسبیح میں مشغول رہے اور ان کا کلمہ پڑھتے رہے اور اہل

معرفت وحقیقت زندگی بھر اس سمندر کے تہہ نشین موتی چنتے رہے‘ تو یہ دین ایک چوبی یا آہنی نظام اور قانون کی طرح ہوجاتا ہے‘ جس کی دلوں میں کوئی جگہ نہ ہوتی‘ یہ نہ ان میں کوئی جذبہ اور گرم جوشی پیدا کرسکتا‘ نہ ان کے دلوں کو گرم اور آنکھوں کو نم کرنے کی صلاحیت رکھتا‘ نہ ان سے دعا میں انابت ورقت کی کیفیت پیدا ہوتی‘ نہ دل میں سرفروشی کا جوش‘ نہ سر میں اس کا سودا۔ اس کے بغیر خدا اور بندے کا تعلق ایک مردہ اور محدود تعلق ہے‘ جس میں نہ کوئی زندگی ہے نہ روح‘ نہ لچک‘ نہ وسعت۔ زندگی ایک ایسی خشک‘ سخت اور بے جان چیز ہے جو لذت‘ آرزو متاع شوق اور جنون وشوریدگی کی دولت سے بالکل تہی دامن اور محروم ہے۔

اگر انسانیت سے یہ دولت چھین لی جائے تو زندگی اور موت اور انسان اور جمادات میں آخر کیا فرق باقی رہ جائے گا؟

اس ساغر کی کیا قیمت جو کبھی چھلک نہ پائے:

دل کی اس آنچ کو کچھ کم کرنے اور روح کی پیاس بجھانے کے لئے ایک مسلمان کو اس کی ضرورت تھی کہ اس کے دل کا ساغر اور نگاہوں کا پیمانہ چھلک جائے۔ اس جام کی کیا قیمت جو بھرے لیکن چھلک نہ پائے یہی نہیں اس کو اس کی بھی ضرورت تھی کہ یہ جام چھلک کر بہنے لگے اور دوری ومجبوری کی آگ میں جلے ہوئے دل کو سیراب کردے۔ وہ جام کیا جام ہے جو بھر کر چھلک تو جائے لیکن چھلک کر بہہ نہ پائے؟

حج بیت اللہ جذبۂ عشق کی تسکین کیلئے ہے:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نادرۂ روزگار ذہانت اور شریعت کے گہرے مطالعے سے اس نکتے کو خوب سمجھا تھا کہ محبت وشوق ایک زندہ اور سلیم الطبع انسان کی حقیقی ضرورت ہے وہ اس کی تسکین کے لئے ہمیشہ طلب وجستجو میں رہتا ہے‘ بیت اللہ اور اس کے ساتھ جتنے شعائر اللہ اور حج کے مناسک ومقامات ہیں وہ اس کی اس سچی اور حقیقی ضرورت کو اچھی طرح پورا کرسکتے ہیں اور ان سے اس کو پوری تسکین اور تسلی حاصل ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور (وہ وقت یاد دلایئے) جب ہم نے ابراہیمؑ کو بیت اللہ کی جگہ بتادی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں اور قیام ورکوع وسجود کرنے والوں کے لئے‘ اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو‘ لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی تاکہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ ایام معلوم میں اللہ کا نام لیں ان چوپایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ بس تم بھی ان میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور چاہئے کہ (اس) قدیم گھر کا طواف کریں۔“ (سورۃ حج:۲۶تا۲۹)

امام غزالی لکھتے ہیں:

”اگر اللہ تعالیٰ سے لقا کا شوق ہے تو مسلمان اس کے وسائل واسباب اختیار کرنے پر لامحالہ مجبور ہوگا۔ عاشق اور محب ہر اس چیز کا مشتاق ہوتا ہے جس کی اضافت اس کے محبوب کی طرف ہو۔ کعبہ کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے‘ اس لئے مسلمان کو قدرتی طور پر اس کا سب سے زیادہ مشتاق ہونا چاہئے‘ علاوہ اس اجروثواب کی طلب واحتیاج کے جس کا وعدہ بھی اس سے کیا گیا ہے۔“

(احیاء العلوم ج۱ص۲۴۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی نکتے کو حج کی بنیادی حکمت بتاتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

”کبھی کبھی انسان کو اپنے رب کی طرف غایت درجہ اشتیاق ہوتا ہے اور محبت جوش مارتی ہے اور وہ اس شوق کی تسکین کے لئے اپنے چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سامان صرف حج ہے۔“ (حجۃ اللہ البالغہ: ج۱ص۵۹)

یہ ہوسکتا تھا کہ وہ اس شوق ومحبت اور ان جذبات وکیفیات کی تسکین ان نمازوں کے ذریعے کرلیتا جو وہ دن میں کئی بار پڑھتا ہے۔ وہ نماز میں اپنے پیمانۂ دل کو چھلکنے دیتا اور محبت وعشق کی اس تپش و بے قراری اور دل سوزی پر اپنے آنسوؤں کے کچھ چھینٹے ڈال لیتا‘ لیکن اشک کے یہ چند قطرے تھوڑی دیر کے لئے اس کے دل کو گرم اور آنکھوں کو نم ضرور کرسکتے ہیں‘ اس کی تشنگی کو دور نہیں کرسکتے۔ ان میں محبت کی اس تیز آنچ کو کم کرنے کی طاقت نہیں جو بعض وقت اس کے سینے میں بجلی کی طرح سلگتی ہے اور اس کو کسی پہلو چین نہیں لینے دیتی۔

مادیت کے قفس زریں سے کائنات کی بیکراں وسعتوں میں:

اسی طرح اس کو روح کی پیاس بجھانے‘ سوزش دل کو آرام پہنچانے‘ نفس کی سرکشی کو لگام لگانے اور اپنی

مرغوبات و عادات کی "وثنیت" کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے میں رمضان سے بھی مدد مل سکتی تھی' اس لئے کہ اس وقت خلوئے معدہ اور احتیاط و پرہیز کی وجہ سے اس کی روح کو غذا ملتی ہے اور صفائی قلب نصیب ہوتی ہے لیکن یہ بھی چند گنی چنی گھڑیاں ہیں جو اکثر ایسی چیزوں سے گھری رہتی ہیں جن سے روزے کا اثر برابر کمزور ہوتا رہتا ہے۔ اس کے چاروں طرف نفیس و مرغن کھانوں' انواع و اقسام کے ذائقوں اور راحت طلبی اور شکم پری کا ایسا ماحول بن جاتا ہے جو اس کو یکسو نہیں ہونے دیتا۔ اس کا معاشرہ (جو انکار و بغاوت اور غفلت و معصیت کا علمبردار بن چکا ہے) چاروں طرف سے اس کو اس طرح گھیرے میں رکھتا ہے جس طرح کوئی چھوٹا سا جزیرہ متلاطم و غضبناک سمندر میں گھرا ہوا ہو۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے اس کو ایک ایسی جرأت مندانہ بلکہ رندانہ و قلندرانہ جست کی ضرورت تھی جو اس کے طوق و سلاسل کو پاش پاش کر کے رکھ دے اور اس کو ایک ہی چھلانگ میں اپنے قدیم' تنگ و تاریک اور شکستہ و بوسیدہ قید خانے سے آزاد کر دے اور اس قدیم و فرسودہ پابند و اسیر' پابہ زنجیر' مصنوعی اور مشینی' مادی اور حسابی دنیا سے نکل کر ایک بالکل نو دریافت آزاد و بے کراں' اور وسیع و لامحدود عالم میں پہنچا دے جہاں محبت کی فرماں روائی اور شوق کی حکمرانی ہے۔ یہاں پہنچ کر وہ ہر قسم کی غلامی سے آزاد اور ہر نوع کی وثنیت و بت پرستی سے پاک ہو جاتا ہے۔ رنگ و نسل اور ملک و وطن کی مصنوعی حد بندیاں اور رقبے کی پیمائشیں اس کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہ وحدت الوہیت' وحدت رزاقیت' وحدت انسانیت' وحدت عقیدہ' وحدت دعوت اور وحدت مقصد کا قائل ہوتا ہے اور اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ایک آواز ہو کر خدا کی حمد کا ترانہ گاتا ہے اور یہ نعرہ لگاتا ہے:

"اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں۔ ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے زیبا ہیں' اور حکومت و بادشاہت بھی تیرا ہی حق ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔"

مسلمان کو ان نمازوں کے بعد بھی جن کو وہ روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھتا ہے' اس رمضان کے بعد بھی جس میں وہ ہر سال روزے رکھتا ہے اور اس زکوٰۃ کے بعد بھی جو مالک نصاب ہونے اور سال گزرنے پر وہ ادا کرتا ہے' ایک ایسی فصل یا ایسے موسم کی ضرورت تھی جس کو ہم عشق و محبت کی فصل اور جنون و شوریدگی کا موسم بہار کہہ سکتے ہیں اور اہل جنوں اور اہل وفا کی قبلہ گاہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

عقل و مادیت کے پرستاروں کے خلاف نعرۂ بغاوت:

اس کو کبھی کبھی اپنی سنجیدہ و متین اور جامد عقل کے خلاف بھی بغاوت کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں' اس لئے کہ جو زندگی بغاوت اور انقلاب کے بغیر گزر جائے وہ کیا زندگی ہے؟ اس کو اس کی ضرورت ہے کہ عادات و اطوار' پسند و ناپسند' خود ساختہ قوانین' مصنوعی تہذیب' ظاہری تکلفات' رسمی وضع داریوں اور اس سخت و بے رحم سماج کے بندھے ٹکے نظام اور فرضی بندھنوں کو توڑ کر آزاد ہو جائے' زمام کار اس عقل سے لے کر جو عرصے سے اس پر قابض ہے تھوڑی دیر کے لئے جذبۂ دل اور رہوار شوق کے حوالے کر دے۔ کبھی اس طرح بادیہ پیمائی و صحرا نوردی کرے جس طرح عشاق و محبین اپنے محبوب کے لئے کرتے ہیں۔ کبھی اس شوریدگی و آشفتہ سری کا مظاہرہ کرے جو اہل جنوں و اہل وفا کا شعار ہے' اس لئے کہ جس کو سوسائٹی' سماج اور رسم و رواج نے اپنا غلام بنا لیا ہو اس کو آزاد کون کہہ سکتا ہے؟ جو اپنی عادات و خواہشات اور مرغوبات کا اسیر ہو اس کو موحد کیسے کہا جا سکتا ہے؟ اسی طرح اس شخص کو مطیع و فرمانبردار اور وفا شعار کیسے کہا جا سکتا ہے اور جو ہمیشہ اپنی عقل پر اعتماد کرتا ہو اور جب تک اپنی محدود اور مخلوق عقل کے پیمانے سے کسی چیز کو ناپ نہ لے اور اس کو محسوس اور مادی فوائد اس کے علم میں نہ آ جائیں' اس میں کسی کام کا ولولہ اور اطاعت کا جذبہ ہی نہ پیدا ہوتا ہو' یہ حج اپنی مخصوص شکل کے ساتھ عقل اور مادیت کے پرستاروں اور نظم و ڈسپلن کے اسیروں کے خود ساختہ قوانین اور زندگی کی اس "روٹین" کے بالکل منافی ہے جس کے وہ دلدادہ ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر ایمان بالغیب اور حکم کو محض حکم سمجھ کر بے چوں چرا بجا لانے کا جذبہ اور ملکہ پیدا ہو' اور اس عقل کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے اس منصب سے ہٹا دیا جائے جو ہر چیز کو منطق و فلسفے' بحث و مناظرے اور دلیل و حجت کے پیمانے سے ناپتی ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ منطق و استدلال سے کام لیتی ہے۔

(جاری ہے)

توہین رسالت کے جرم میں عورت گرفتار

لاہور (نمائندہ خصوصی) شاہدرہ کے علاقے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی ۵۰ سالہ خاتون کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا' نسیم بی بی کے خلاف مقدمہ نمبر ۲۰۰۳/۶۱۷ بجرم ۲۹۵-سی اسلامی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر کے اسے جیل بھیج دیا گیا۔

دین کی حقیقت

اسلام کا محافظ اللہ ہے' اس میں تحریف ممکن نہیں:

گو لوگ دین میں ایسی معنوی تحریفیں کرتے رہتے ہیں مگر یہ بھی چلتی نہیں' چند روز میں سب مٹ مٹا جاتی ہیں کیونکہ قرآن مجید میں جا بجا خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں کہ ہم اس دین کی حفاظت کریں گے:

"انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون."

ترجمہ: "ہم نے ہی قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

اور

"هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون."

ترجمہ: "وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردیں' اگرچہ مشرکین ناپسند کریں۔"

اور حدیث میں ہے:

"قرب قیامت تک ایک جماعت میری امت میں سے حق پر ہمیشہ قائم رہے گی اور ان کو اس سے کچھ ضرر نہ ہوگا کہ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دیں۔"

یہ جماعت اسلام کی خدمت اور احکام کی حفاظت کرتی رہے گی اور محرفین کی لفظی و معنوی تحریفات کو دین میں سے نکالتی رہے گی' وہ کسی کی مخالفت کی پروا نہ کریں گے۔ دوسری حدیث میں

مولانا اشرف علی تھانویؒ

ان لوگوں کو بشارت دی گئی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ان هذا الدین بدأ غریباً وسیعود غریباً فطوبیٰ للغرباء."

غریب کے معنی مفلس و نادار نہیں ہیں بلکہ عربی میں غریب کہتے ہیں: پردیسی' اجنبی' بے یارومددگار' مطلب یہ ہوا کہ اسلام کی ابتدا بھی ایسی جماعت میں ہوئی ہے کہ اس کے یارومددگار کم تھے اور آخر میں بھی اس کی یہی حالت ہوجائے گی کہ اس کے مددگار کم ہوں گے اور جو لوگ مددگار ہوں گے بھی ان کا ساتھ کوئی نہ دے گا' تو اسلام کے معاونین بھی اس وقت بے یارومددگار ہوں گے' آگے ان کو بشارت: "فطوبیٰ للغرباء" کہ ان بے یارومددگار لوگوں کے لئے مبارک باد ہے' اس سے معلوم ہوا کہ ایک زمانے میں دین کے ناصر بہت کم ہوجائیں گے کیونکہ طائفہ کا اطلاق جماعت قلیل ہی پر ہوتا ہے' خصوصاً لفظ امت کے مقابل لایا گیا ہے' تو اس سے قلیل ہی مراد ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان ناصروں کے ساتھی بھی کم ہوں گے اور اس وقت یہی تھوڑی سی جماعت حق پر ہوگی' یہی دین کو اصلی صورت میں ظاہر کریں گے' اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی جانب جماعت کثیرہ کا ہونا حقانیت کی دلیل نہیں۔

الغرض اسلام یہودیت و نصرانیت کی طرح ضعیف و کمزور نہیں ہوسکتا' اس میں خلط ملط اور تحریف نہیں ہوسکتی' اس لئے اسلام کا نوحہ کرنا کسی وقت درست نہیں' البتہ دین کو ہم لوگوں نے خود بگاڑ رکھا ہے یعنی لوگوں کی نظروں میں اپنی حرکتوں سے اس کو بدنام کردیا ہے' کفار ہمارے اعمال وافعال کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی یہی تعلیم ہوگی' اس لئے وہ اسلام پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتے ہیں یا اسلام کو وحشی اور غیر متمدن مذہب بتاتے ہیں' اگر آج ہم اپنی اصلاح کرلیں تو کفار کی آنکھیں کھل جائیں کہ اسلام سے زیادہ تہذیب وتمدن کسی مذہب میں بھی نہیں' پس اے صاحبو! اپنے ضعف کو اسلام کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟ اسلام ضعیف نہیں' اس کی قوت ذاتی ہے' عارضی نہیں' اس کی اصلی قوت کبھی زائل نہ ہوگی۔

اسلام کے ضعف کا سبب ہم خود ہیں:

ہاں! وہ قوت جو ہر مذہب کو اپنے متبعین کے

اعتبار سے حاصل ہوئی ہے' اس میں کبھی ضعف تمہاری عارضی حالت کی وجہ سے ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس ضعف کا منشا ہم خود ہیں' ہماری وجہ سے یہ ضعف پیدا ہوتا ہے' تو اس کا علاج یہ ہے کہ تم اپنے ضعف کا علاج کرو' اپنی اصلاح کر کے قوت پیدا کرو' ورنہ بدون اپنی اصلاح کے اسلام کا نوحہ کرنا ویسا ہی ہوگا جیسا کہ اس عورت نے چاند کو سڑا ہوا بتایا تھا' (جس کی اپنی انگلی کو نجاست لگی ہوئی تھی) نیز جس طرح ایک حبشی جا رہا تھا' راستے میں اسے ایک آئینہ پڑا ہوا ملا' اٹھا کر دیکھا تو اس میں آپ کو اپنی دلفریب صورت نظر آئی' جھلا کر پھینک دیا اور کہا کہ ایسا بدصورت تھا' جب ہی تو کوئی تجھے یہاں پھینک گیا ہے' تو جس طرح اس حبشی نے آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ آئینے ہی کی یہ صورت ہے' اسی طرح اسلام کے آئینے میں آپ کو اپنا ضعف نظر آ رہا ہے' جس کو آپ اسلام کا ضعف سمجھتے ہیں' جیسے ایک بوڑھے میاں کی حکایت ہے کہ ان کا بچہ روٹی کھا رہا تھا' پاس لوٹا رکھا تھا' اس نے جو لوٹے پر ہاتھ رکھا تو روٹی کا ٹکڑا اس کے ہاتھ سے لوٹے میں گر گیا' لڑکے نے جو اس میں سے نکالنا چاہا تو اس کو پانی میں اپنی صورت نظر آئی' وہ سمجھا کہ لوٹے میں کوئی دوسرا لڑکا بیٹھا ہوا ہے' وہ کہنے لگا کہ ابا! اس نے میرا ٹکڑا چھین لیا ہے' پوچھا کس نے؟ کہا یہ جو لوٹے میں بیٹھا ہوا ہے' ابا جان نے جو جھک کر دیکھا تو ان کی اپنی صورت نظر آئی' آپ فرماتے ہیں کہ تف ہے تیری اوقات پر! اتنی بڑی داڑھی لگا کر بچے کے ہاتھ سے ٹکڑا چھینتے شرم نہ آئی۔

ایمان اور اسلام میں فرق:

مجھ کو اس جگہ ایک نکتہ بھی بتانا ہے کہ اسلام و ایمان ایک ہیں یا دو؟ نصوص سے یہ فرق معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا اعمال ظاہرہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اور ایمان عقائد کا نام ہے گو اطلاق میں دونوں متحد ہیں کیونکہ آج کل جو شخص صورت اسلام اختیار کئے ہوئے ہو' ہم اس کو مومن ہی کہیں گے' کیونکہ نفاق کا علم ہم کو نہیں ہوسکتا' وحی بند ہو چکی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام و ایمان میں اطلاقاً بھی فرق تھا' پس آج کل دونوں کا اتحاد ایک عارض کی وجہ سے ہے کہ ہم کو نفاق کا علم نہیں ہوسکتا' ورنہ اصل میں فرق ضرور ہے' پس یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اسلام ہی کی شکایت فرما رہے ہیں' ایمان کی شکایت نہیں فرماتے' اس سے معلوم ہوا کہ جس خاص زمانے میں مسلمانوں کے اعمال میں ایسا تغیر آ جائے کہ ان کا اسلام برائے نام رہ جائے' یہ ضروری نہیں کہ ایمان بھی برائے نام رہ جائے' ممکن ہے کہ عقائد ضروریہ توحید و رسالت و قرآن و آخرت میں تغیر نہ آئے' عقائد درست رہیں' چنانچہ بحمداللہ! اس وقت تک تو اکثر مسلمانوں کے عقائد درست ہیں' گو بعض فروعی اختلاف بدعت وسنت وتقلید وعدم تقلید پیدا ہو گئے ہیں مگر یہ نزاع ضروریات میں نہیں' اب جب کہ رسم اور اسم کے معنی اور اسلام کے درجات معلوم ہو گئے تو اس سے اس کی وجہ بھی معلوم ہو گئی ہوگی کہ اسلام کی بابت تو یہ شکایت فرمائی گئی:

"لا یبقی من الاسلام الا اسمہ"

ترجمہ: "اسلام سے صرف اس کا نام ہی نام باقی رہ جائے گا۔"

اور قرآن کے متعلق فرمایا:

"لا یبقی من القرآن الا رسمہ"

ترجمہ: "قرآن کے نقوش ہی رہ جائیں گے۔"

حاصل اس وجہ کا یہ ہے کہ قرآن میں ایسا تغیر نہیں ہوا کہ غیر قرآن' قرآن مشہور ہو گیا' چنانچہ قرآن آپ کے سامنے موجود ہے' قدیم سے قدیم نسخوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لو' ایک حرف کا فرق نظر نہ آئے گا' بشرطیکہ اہل مطابع نے تصحیح کا پورا اہتمام کیا ہو' اور اگر ان لوگوں سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے' وہ بھی سب کو بلا اختلاف معلوم ہے' لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن کا کسی وقت نام ہی نام رہ جائے گا' صورت بھی نہ رہے گی' بلکہ صورت قرآن ہمیشہ رہے گی' البتہ اسلام کی اس خاص وقت میں صورت بھی نہ رہے گی' بلکہ صرف نام ہی نام رہ جائے گا' اس سے خود یہ بات ظاہر ہے کہ رسم کا درجہ اسم سے بڑھا ہوا ہے' اس پر اگر کسی کو یہ سوال ہو کہ کیا ہمارا اسلام صورت اسلام بھی نہیں؟ حالانکہ ہم نماز' روزہ وغیرہ بہت کچھ کرتے ہیں؟ تو سمجھو کہ محاورات میں اعمال و اقوال کے متعلق اکثر کا اعتبار ہوتا ہے' مثلاً ایک بستی میں آپ کے دشمن زیادہ ہوں اور دوست ایک دو ہوں تو آپ کہا کرتے ہیں کہ فلاں بستی ساری میری دشمن ہے' اسی طرح ایک شخص آپ کے ساتھ دشمنی کے برتاؤ زیادہ کرتا ہے اور دوستی کے کم' تو اس کو دشمن ہی کہا جاتا ہے' دوست برائے نام بھی نہیں کہا جاتا۔ اس قاعدے پر نظر کر کے دیکھا جائے کہ اس وقت مسلمانوں میں نماز' روزہ ادا کرنے والے کتنے

ہیں؟ معلوم ہوجائے گا کہ بہت کم ہیں' زیادہ وہی لوگ ہیں' جن کی صورت وضع اعمال واقوال ہی شریعت سے بہت دور ہیں' تو مجموعہ پر نظر کر کے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مسلمانوں میں اسلام کا نام ہی رہ گیا' صورت بھی نہیں رہی کیونکہ اسلام کا مصداق تو یہی اعمال ظاہرہ تھے' پھر جو لوگ نماز وغیرہ ادا کرتے بھی ہیں' ان میں بھی یہ دیکھا جائے کہ ایسے کتنے آدمی ہیں' جن کی نماز صورت میں درست ہے' قاعدے کے موافق ہے' سارے مجموعے پر نظر کر کے اوسط یہی نکلے گا کہ اکثر کی نماز خراب ہے' غرض ہماری حالت یہ ٹھہری کہ اکثر اعمال میں حقیقت تو کیا ہوتی؟ صورت بھی کامل نہیں۔

نماز میں کی جانے والی کوتاہیاں:

کیونکہ عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ جس کو ایک حدیث میں اس طرح بتایا گیا ہے:

" ان تعبدالله کانک تراہ
فان لم تکن تراہ فانہ یراک "

ترجمہ:" حق تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ تم اگر نہیں دیکھتے تو وہ تو تم کو دیکھ رہے ہیں۔"

عبادت کا مقتضا بھی اسی طرح کرنا ہے' جیسا اگر تم دیکھتے ہوتے' اگر اس مراقبے کے ساتھ نماز ادا کی جائے تو اس وقت نماز کی حقیقت موجود ہوگی' مگر ایسی نماز تو بھلا کون پڑھتا ہے؟ اس لئے حقیقت کا تو پتہ ہی نہیں' لیکن حقیقت کامل نہ ہو تو کم از کم صورت تو کامل ہوتی' افسوس یہ ہے کہ ہمارے اعمال کی صورت بھی خراب ہے' مثلاً نماز ہی میں قیام کا ادب یہ ہے کہ نظر سجدہ گاہ کی جگہ سے بہت آگے رہتی ہے' چنانچہ نماز میں سر اٹھا کر کھڑے ہوتے ہیں' بعض دیواروں پر' چھت پر نظر دوڑاتے ہیں' قرأ کا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ تدبر و فکر کے ساتھ زبان سے نکالیں' یہاں یہ حالت ہے کہ آموختہ یاد کرلیا ہے' کھڑے ہوئے اور حافظوں کی طرح آموختہ سنا دیا' نیز قرأت کا یہ بھی ادب ہے کہ ہمیشہ کے لئے چھوٹی ہی سورت متعین نہ کی جائے' ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نے چھانٹ کر چھوٹی چھوٹی سورتیں مقرر کرلی ہیں:" انا اعطینا' قل ھواللہ' لایلف قریش' والعصر" پس ساری نماز یں انہی سے ادا ہوتی ہیں' پھر غضب یہ ہے کہ ان چند سورتوں کی بھی تصحیح کا خیال نہیں کرتے' الحمد کو الہمد پڑھتے ہیں' انا اعطینا کو انا اتینا پڑھتے ہیں' جس کو عربی زبان کوئی نہیں کہہ سکتا کیوں کہ " الہمد" یہ عربی لغت نہیں ہے' وعلی ہذا القیاس۔ رکوع کا قاعدہ یہ ہے کہ سر اور کمر اور سرین سب برابر سطح مستوی کی طرح رہیں' یہاں یہ حالت ہے کہ کمر اونچی رہتی ہے' سر کبھی بہت جھکا ہوا ہے' کبھی اونچا اٹھا ہوا' رکوع میں نظر پیروں پر رہنی چاہئے' ہماری نگاہ بہت دور پہنچتی ہے' پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے' مگر بہت لوگ سیدھی طرح کھڑے نہیں ہوتے' بس یوں ہی سر کا ذرا سا اشارہ کر کے جھم سے سجدے میں گر پڑتے ہیں' بعض لوگ جلدی میں تین بار بھی تسبیح پوری نہیں کرتے' پھر سجدے کی ہیئت بھی خلاف قاعدہ بنا رکھی ہے' کہنیاں زمین پر رکھی ہوتی ہیں' بازو اچھی طرح نہیں کھلتے' کمر جھکی ہوئی رہتی ہے' حالانکہ سجدے میں کمر اونچی رہنی چاہئے' پھر سجدے سے سر اٹھا کر سیدھا بیٹھ کر دوسرا سجدہ کرنا چاہئے' بہت آدمی سجدہ کر کے سیدھی طرح نہیں بیٹھتے' بس ذرا سا سر کا اشارہ کر کے دوسرا سجدہ شروع کردیتے ہیں' تو بھلا اس حالت میں صورت بھی درست کہاں رہی؟

نقل کامل کی عجیب مثال:

صورت تو اس کو کہتے ہیں کہ عالمگیر جب تخت نشین ہوئے تو مبارک باد دینے کے لئے جہاں سب لوگ آئے' وہاں ایک بہروپیہ بھی آیا' بادشاہ متبع شریعت تھے' بہروپیہ کو انعام کس مد سے دیں؟ اور تقویٰ بگھاریں تو عرفاً شان شاہی کے خلاف' اس لئے آپ نے ایک لطیف حیلے سے ٹالنا چاہا' فرمایا کہ انعام دیا جاتا ہے کمال پر' تم ہم کو اپنا کمال دکھاؤ' تب انعام دیں گے اور تمہارے کمال کا معیار یہ ہے کہ ایسا بہروپ اختیار کرو جس میں ہم تم کو پہچان نہ سکیں۔ عالمگیر کو اپنی فراست پر ناز تھا' وہ سمجھتے تھے کہ یہ جس بہروپ میں بھی آئے گا' میں ضرور پہچان لوں گا اور واقعی اس نے مختلف قسم کی صورتیں بنائیں مگر عالمگیر نے ہر دفعہ پہچان لیا' آخر جب عالمگیر نے دکن کا سفر کیا تو جتنے شہر اور قصبے راستے میں آتے تھے' سب کے حکام کو اطلاع دی گئی کہ جس شہر میں جو بزرگ ہوں' ان کے نام اور احوال سے اطلاع دی جائے' یہ بہروپیہ بھی راستے میں ایک شہر کے قریب کسی پہاڑی پر جا بیٹھا اور اپنا چیلا شہر میں چھوڑ دیا' اس نے مشہور کرنا شروع کیا کہ فلاں پہاڑ پر ایک بڑے پہنچے ہوئے بزرگ رہتے ہیں' یہاں تک کہ اس کی طرف رجوعات شروع ہوئیں اور بڑی شہرت ہوگئی' چنانچہ بزرگوں کی فہرست میں حاکم شہر نے اس کا نام بھی لکھ بھیجا' عالمگیر قطع منازل کرتے ہوئے

اور ہر شہر کے بزرگوں سے ملتے ملاتے‘ دعائیں لیتے ہوئے یہاں بھی پہنچے تو ان حضرت سے ملنے کا ارادہ ہوا لیکن پہلے وزیر کو احتیاطاً بھیجا کہ جا کر دیکھو کہ یہ شخص واقعی بزرگ ہے یا نہیں؟ وزیر نے جا کر ملاقات کی تو بہروپیے نے سلوک و تصوف کے بہت سے مضامین اور علوم و معارف بیان کئے جو وزیر کے خواب میں بھی نہ آئے تھے‘ پہلے زمانے میں یہ لوگ علوم حاصل کرتے تھے‘ محض پیشہ ہی نہ تھا بلکہ ایک فن ہوگیا تھا‘ وزیر نے واپس آ کر بہت تعریف کی کہ میں نے تو ایسا بزرگ ایک بھی نہیں دیکھا‘ اگر آپ ان سے ملاقات نہ کریں گے تو میں یہ سمجھوں گا کہ آپ نے بزرگوں کو دیکھا ہی نہیں‘ عالمگیر کو یہ سن کر اشتیاق زیادہ ہوا‘ زیارت کو چلے‘ جا کر بیٹھے تو ان حضرت نے عالمگیر کے سامنے بھی استغناء و توکل خوب ظاہر کیا‘ بزرگوں کے ملفوظات و حکایات و علوم خوب بیان کئے‘ جس سے عالمگیر کو بڑی خوشی ہوئی‘ اس کے بعد بادشاہ نے بیس ہزار اشرفیوں کے توڑے نذر کئے‘ بہروپیے نے واپس کردیئے اور کہا کہ اپنی طرح مجھ کو بھی دنیا پرست بنانا چاہتے ہو؟ جاؤ لے جاؤ‘ عالمگیر نے خجلت کے ساتھ نذر اٹھائی اور اجازت لے کر واپس ہوئے‘ راستے میں بادشاہ‘ وزیر دونوں تعریف کرتے جارہے تھے کہ حقیقت میں ایسا بزرگ نظر سے نہیں گزرا‘ اس وقت بہروپیے صاحب پیچھے پیچھے جارہے تھے‘ بادشاہ کی جو نظر پڑی تو اس نے جھک کر سلام کیا اور وہی دعائیہ کلمات‘ جو بہروپیوں کی اصطلاح ہے‘ عرض کئے۔ عالمگیر نے کہا: آہا! یہ بزرگ آپ تھے‘ واقعی یہ نقل تم نے خوب کی‘ ہم بالکل نہیں پہچان سکے‘ پھر خیمے میں پہنچ کر پانچ سو روپیہ انعام دیا‘ جس کو بہروپیے نے بڑی خوشی سے قبول کیا‘ اس کے بعد عالمگیر نے اس سے سوال کیا کہ ایک بات تو بتاؤ؟ تم نے بیس ہزار اشرفیاں تو ناک پر مار کر واپس کردیں‘ اور پانچ سو روپے اس خوشی سے لے لئے‘ اس کی کیا وجہ تھی؟ اگر تم اس وقت ساری اشرفیاں لے لیتے‘ تو حقیقت معلوم ہوجانے کے بعد بھی ہم اس کو تم سے واپس تھوڑا ہی لیتے‘ اس کا جو جواب بہروپیے نے دیا وہ سننے کے قابل ہے۔

کہا: حضور! یہ خوب جانتا تھا لیکن اس وقت میں نے صوفیا کا بہروپ بنا رکھا تھا‘ اس وقت اگر میں نذر قبول کرلیتا تو نقل غلط ہوتی جو میرے کمال کے لئے دھبہ تھا‘ جب نقل کامل ہوچکی تھی تو اب جو کچھ حضور نے عطا فرمایا ہے یہ میرے کمال کا صلہ ہے‘ اس کو میں نے خوشی سے قبول کیا‘ کیونکہ میرا گزارا اسی پر ہے۔

صاحبو! نقل کے یہ معنی ہیں جو اس بہروپیے نے سمجھے‘ افسوس یہ ہے کہ ہم لوگ نماز‘ روزے کی نقل بھی تو پوری نہیں کرتے‘ ہمیں صورت صلوٰۃ کی اتنی رعایت تو کرنی چاہئے جیسے اس بہروپیے نے صورت بزرگ کی رعایت کی‘ پھر صورت ظاہراً کامل ہونے کے بعد بھی وہ نقل ہی ہوگی‘ حقیقت جب بھی نہ ہوگی‘ حقیقت تو اس وقت ہوگی جب قلب حاضر ہو اور حضور قلب کے معنی فنا کے نہیں ہیں کہ ایسی یکسوئی ہو کہ کسی چیز کی بھی خبر نہ ہو‘ یہ تو اکابر کی باتیں ہیں‘ میں تو ایک معمولی بات بتاتا ہوں‘ جس پر ہر ایک کو عمل سہل ہو۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: سرکاری امداد

تقاضہ یہی ہے۔ ہم اپنے بزرگوں کی روش سے ہٹ کر چند ٹکوں کی خاطر اپنی نسبت قاسمیہ کو داغدار کردیں؟ واقعہ یہ ہے کہ اگر ہمارا ضمیر زندہ اور مستعد ہوگا اور دین کی مخلصانہ خدمات کا مبارک جذبہ ہمارے دلوں میں موجزن ہوگا تو ہم نہ صرف یہ کہ نئی اسکیموں کے دام سے اپنے کو بچائیں گے بلکہ جو ادارے سرکاری امداد لیتے آرہے ہیں ان کو بھی یہی مشورہ دیں گے کہ خدارا وہ اپنے اوپر اور اپنے ادارہ پر رحم کریں اور سرکاری امداد واپس کرکے توکل علی اللہ کے سرمایہ کو حرز جان بنائیں تاکہ علم کا فیضان پورے جوش و خروش اور آب و تاب کے ساتھ جاری رہے اور دینی مدارس سے علوم نبوت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چاردانگ عالم کو روشن کرتے رہیں‘ گزشتہ سال رابطہ مدارس عربیہ دارالعلوم دیوبند کے اجلاس کے موقع پر حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے تمام ملک کے اندران مدارس کو ایک تحریر ارسال فرمائی تھی‘ جس میں بطور خاص سرکاری امداد لینے سے مکمل پرہیز کرنے کی تلقین کی گئی تھی‘ اس لئے اگر مدارس واقعتاً اپنی بقا چاہتے ہیں تو انہیں حکومتی امداد لینے کا ارادہ قطعاً ترک کردینا چاہئے اور حالات کتنے ہی ناگفتہ بہ کیوں نہ ہوجائیں اپنی آزادی میں خلل پیدا کرنے والی کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے‘ ہمارا جذبہ بقول علامہ اقبالؒ یہ ہونا چاہئے:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدارس کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے‘ ذمہ داران کو حرص و طمع سے بچائے اور صحیح فکر اور عقل سلیم سے نوازے۔ آمین۔

سرکاری امداد دینی مدارس کے لئے سمِ قاتل

مولانا محمد سلمان منصور پوری

۱۸۵۷ء میں انگریز نے ہندوستان سے اسلام کو ٹا نے کا بگل بجادیا تھا‘ ہزاروں علما تختہ دار پر چڑھادیے گئے تھے‘ علم دین کے مراکز اجڑ گئے تھے اور یورپ کی عیسائی مشنریوں کا ایک سیلاب تھا‘ جو ہندوستان کے ناواقف اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دام فریب میں مبتلا کرنے میں مصروف تھا‘ اس وقت مورخ قلم روک کر ظاہری حالات سے یہ دوٹوک نتیجہ اخذ کررہا تھا کہ اب شاید ہندوستان میں اسلام کا مستقبل تاریک ہوجائے گا‘ یہاں کی مسجدیں ویران ہوجائیں گی‘ ٹوپی اور داڑھی کا چلن خواب وخیال بن جائے گا‘ اور قال اللہ اور قال الرسول اللہ کی صدائیں سننے سے ہندوستان کے بام و در ترس جائیں گے‘ مگر ان حالات میں کچھ اللہ تعالی کے بندے راتوں میں بارگاہ خداوندی میں سسک سسک کر ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی بقا اور دین برحق کے تحفظ کے اسباب فراہم ہونے کی بھیک مانگ رہے تھے۔ اللہ ارحم الراحمین کو ان مانگنے والے مخلص ترین بندوں کے ”انداز طلب“ پر ترس آیا اور ابھی ”دلی“ اجڑے ہوئے دس سال بھی نہ گزرے تھے کہ حسرت و یاس کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں ”دیوبند“ کی بستی میں ”دارالعلوم“ کی شکل میں ایک چراغ روشن ہوا‘ پھر اس ایک چراغ سے چراغ پر چراغ جلتے رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا برصغیر علم دین کی روشنی سے منور ہوگیا‘ دیوبند کے چراغ میں یہ روشنی کہاں سے آئی کہ اس کا فیض لامحدود ہوگیا؟ اور علاقوں کی حدود اور رنگ ونسل کے امتیاز سے بالاتر ہوکر اس کی خدمات کے نقوش عالم کے چپہ چپہ پر کیسے ثبت ہوگئے؟ آخر اس ایک ادارہ میں جسے بظاہر ایک پرانی مسجد اور انار کے درخت کے نیچے شروع کیا گیا تھا کون سی ایسی قوت تھی جس نے اسے بقائے دوام بخشا؟ دیوبند جب شروع ہوا تو نہ بلڈنگ تھی نہ دنیوی اسباب‘ نہ دعوے تھے نہ تعریفیں‘ نہ جلسہ تھا نہ جلوس‘ بس چند خرقہ پوشوں کی ایک انجمن تھی جس کا ہر رکن اخلاص کا پیکر مجسم اور دیانت وتقویٰ کا مینارۂ پرنور تھا‘ انہی حق نواؤں کے خلوص نے وہ کر دکھایا جس کا دنیا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی‘ دنیا کے اور اداروں کے لئے بے سروسامانی اور اسباب کی فراہمی میں رکاوٹ ان کی ترقی میں مانع ہوتی ہے‘ مگر تحریک دیوبند کا یہ امتیاز ہے کہ یہ ترقی ہی اس وقت کرتی ہے جب بے سروسامانی کا عالم ہو اور جہاں بے سروسامانی کا خاتمہ ہوا اور معاش کی طرف سے بے فکری ہوئی وہیں اس تحریک کی راہ میں سن گراں حائل ہوجاتا ہے۔ اس تحریک کے روح رواں حجۃ الاسلام حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو الہامی طور پر پہلے ہی اس حقیقت کا ادراک ہوگیا تھا‘ چنانچہ آپ نے ”دارالعلوم دیوبند“ کے انتظام کے متعلق جو ۸ بنیادی اصول طے فرمائے ان میں سے اصول نمبر ۶‘ ۷ کے الفاظ درج ذیل تھے:

”۶:......اس مدرسہ میں جب تک آمدنی کی کوئی سبیل یقینی نہیں ہے‘ جب تک یہ مدرسہ انشاء اللہ بشرط توجہ الی اللہ چلے گا اور اگر کوئی آمدنی ایسی یقینی حاصل ہوگئی‘ جیسے جاگیر یا کارخانہ تجارت‘ یا کسی امیر محکم القول کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف ورجاء جو سرمایہ رجوع الی اللہ ہے‘ ہاتھ سے جاتا رہے گا اور امداد غیبی موقوف ہوجائے گی اور کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہوجائے گا‘ الغرض آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سروسامانی رہے۔

۷:......سرکار کی شرکت اور امراء کی شرکت بھی زیادہ مضر معلوم ہوتی ہے۔“

(ماخوذ تاریخ شاہی نمبر ۵)

آج سے ایک سو چالیس سال پہلے لکھے گئے مذکورہ بالا اصول کے روشن الفاظ تجربات کی کسوٹی پر سو فیصد صحیح اور کھرے ثابت ہوئے ہیں۔ مدرسوں کی

تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں انہی مدارس کا فیض پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے جو ”بے سروسامانی“ کے امتیاز سے آراستہ ہیں‘ جن کو ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہے کہ کل مدرسہ کیسے چلے گا؟ اس کے لئے اہل مدرسہ نہ صرف دردر کی خاک چھانتے ہیں بلکہ دل برداشتہ ہو کر کبھی بارگاہ ایزدی میں مجسم سوال بن جاتے ہیں‘ یہی رجوع الی اللہ‘ جو اثر ہے بے سروسامانی کا‘ دراصل مدارس کی ترقی کا راز سربستہ ہے۔ اس کے برخلاف جو مدارس ”بے سروسامان“ نہیں بلکہ ”باسروسامان“ ہیں‘ یعنی ان کی آمدنی کا ذریعہ یقینی ہے اور فقط محنت پر موقوف نہیں ہے وہ یا تو زیادہ دن تک چل نہیں پاتے اور اگر چلتے بھی ہیں تو ان کی حالت اس لاشہ بے جان کی طرح ہو جاتی ہے‘ جس کے قلب و دماغ سے روح نکل چکی ہو اور وہ بس آخری ہچکی لینے کا منتظر ہو۔

سرکاری امداد کے مضر اثرات:

بالخصوص مدارس کے لئے سرکاری پیسہ بدترین قسم کا سم قاتل ہے۔ یہ پیسہ جب اور جہاں پہنچتا ہے اپنے مہلک اثرات سے پورے ماحول کو پراگندہ کر دیتا ہے‘ یہ پیسہ مدارس کی روح کو کھینچ لیتا ہے‘ اور دینی اداروں کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے‘ جس کو یقین نہ ہو وہ ان دینی اداروں میں جا کر دیکھ لے جن کے وجود کا مدار ”سرکاری گرانٹ“ پر ہے کہ وہاں کے درودیوار پر کیسی وحشت برستی ہے؟ اور وہاں کے کارکنوں کے جذبات خدمت دین کے تقاضے سے کس قدر عاری ہوتے ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ خالص ”سرکاری ایڈ“ سے چلنے والے دینی مدارس دین کے مرکز نہیں بلکہ دراصل ”علوم دینیہ کے قبرستان“ ہیں۔ جن کی سرگرمیوں کا گویا کہ مقصد ہی علم اور اہل علم کو دفن کر دینا ہے۔ ملک میں صوبائی سطح پر قائم ”مدرسہ بورڈوں“ کے ذریعہ آج جس فراوانی کے ساتھ ملحقہ مدارس پر روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ مدرسہ کے نام پر ”علم دین کے مدفن“ جا بجا قائم کر دیئے جائیں‘ افسوس ہے کہ بعض صوبے تو پہلے ہی اس فریب میں مبتلا ہو کر اپنے علمی سوتوں کو خشک کر چکے ہیں‘ اور اب یوپی میں بھی شدت کے ساتھ مدارس کے الحاق کے لئے حکومتی سطح پر تحریکیں چلائی جا رہی ہیں اور ایک عام رجحان یہ بنایا جا رہا ہے کہ ”آخر سرکاری امداد لینے میں حرج کیا ہے؟ اور مدارس والے سرکاری پیسہ سے اتنا پرہیز کیوں کرتے ہیں؟“ تو اس بارے میں حکومت کی بدنیتی اور مدارس کے اثرات کو تباہ کرنے کی وجوہات کے علاوہ ہم اپنے ذاتی مشاہدہ اور تجربہ کی روشنی میں برملا یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس سرکاری امداد سے خود اس سے متعلقہ علماء کا کردار خطرہ میں پڑ گیا ہے کیونکہ اس پیسہ کے جو کم از کم ظاہری اثرات رونما ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

بے برکتی:

اس پیسہ کو حاصل کرنے والے لوگ عموماً اپنی آمدنی پر قانع نہیں رہتے اور ظاہراً گرانقدر تنخواہوں کے باوجود کشادگی کی نعمت سے محروم رہتے ہیں۔

جذبۂ خدمت کا فقدان:

سرکاری تنخواہ پانے والے اکثر حضرات تنخواہ ہی کو اصل مقصود بنا لیتے ہیں اور دینی خدمت کا جذبہ رفتہ رفتہ ان کے دل سے نکل جاتا ہے اور اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ خواہ کتنی ہی دینی ضرورت ہو وہ اپنی موجودہ تنخواہ چھوڑ کر کہیں جانے پر تیار نہیں ہوتے۔

فرض کی ادائیگی میں کوتاہی:

جب براہ راست حکومت سے تنخواہ ملتی ہے تو عموماً استاد کا مزاج محض ڈیوٹی بجالانے کا بن جاتا ہے‘ خواہ طلبہ سمجھیں یا نہ سمجھیں‘ یاد کریں یا نہ کریں‘ اس سے استاد کو کوئی غرض نہیں رہتی۔

سستی اور جمود:

سرکاری تنخواہ کی لت سے آدمی فطری طور پر سست ہو جاتا ہے‘ اب نہ وہ مطالعہ کے لئے محنت کی ضرورت سمجھتا ہے اور نہ ادارہ کی ترقی کے لئے سرکھپاتا ہے کیونکہ سمجھتا ہے کہ محنت سے کیا فائدہ تنخواہ تو مجھے ملنی ہی ملنی ہے۔

علما کا ضیاع:

اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ سرکاری روپیہ سے علم دین کی روشنی مدہم پڑ جاتی ہے اور اس کا فیضان رک جاتا ہے‘ بڑے بڑے باصلاحیت اور ذہین علماء جن سے ان کے اساتذہ نے نیک توقعات وابستہ کر رکھی تھیں مگر سرکاری اداروں میں ملازم ہو کر وہ ایسے بجھ کر رہ گئے کہ آج انہیں کوئی جانتا بھی نہیں اور جنہیں عالم میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکنا چاہئے تھا‘ اس روپیہ نے ان کی رونق کو گھن لگا دیا۔ العیاذ باللہ۔

یہ ممکن ہے کہ مذکورہ بالا خرابیاں ان مدارس سے وابستہ بعض باہمت مخلص حضرات میں نہ پائی جاتی ہوں‘ لیکن عام طور پر جو ابتلاء ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا‘ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ بعض غیر سرکاری مدارس سے متعلق لوگ بھی مذکورہ خرابیوں سے دوچار ہوں مگر ان جیسے لوگوں کا تناسب الحمدللہ! دوسروں سے کم ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی خرابیوں سے بچنا ہر شخص کا دینی فریضہ ہے‘ خواہ اس کا تعلق کسی طرح کے بھی مدارس سے ہو‘ علما کو بہرصورت حرص و طمع اور مالی

بے احتیاطیوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے' اس کے بغیر ان کا وقار برقرار نہیں رہ سکتا ہے۔

سرکاری امدادی اسکیموں کے مقاصد:

حکومت کی طرف سے دینی مدارس کو لبھانے کے لئے وقتاً فوقتاً نئی اسکیمیں جاری کی جاتی رہتی ہیں اور بہت سے ناعاقبت اندیش ذمہ داران مدارس محض ظاہری اور وقتی نفع کے خاطر ان اسکیموں کے دام فریب میں پھنس جاتے ہیں' اور پھر وہ ایسی کوتاہیوں اور بددیانتیوں میں ملوث ہوتے ہیں جو دینی خدام کے ہرگز شایان شان نہیں ہے۔ مثال کے طور پر چند اسکیمیں اور اس کے مقاصد ذیل میں عرض کئے جاتے ہیں:

ا: پرائمری درجات کے بچوں کو وظیفہ:

گزشتہ چند سالوں میں حکومت نے بہت زور وشور سے یہ اعلان کیا کہ وہ اقلیتی اداروں میں تعلیم پانے والے بچوں کو وظیفہ دینا چاہتی ہے چنانچہ بہت سے اہل مدارس کی رال ان وظائف پر ٹپک گئی اور بڑی بڑی رشوتیں دے کر یہ وظیفہ منظور کرایا اور عموماً اس میں یہ دھاندلی کی گئی کہ فرضی طور پر طلبہ کی تعداد زیادہ جتائی اور اس بنیاد پر زائد وظائف لے کر افسران کی ملی بھگت سے روپے خرد برد کر دیئے گئے۔ افسوس ہے کہ یہ کام ایسے ہاتھوں سے انجام پایا جنہیں بہر صورت اپنے مقام تقدس کا خیال رکھنا ضروری تھا مگر انہوں نے نہ صرف اپنی عزت کو داغدار کیا بلکہ دینی تقدس کو بھی سخت نقصان پہنچایا' پھر بعض جگہ اس وظیفہ اسکیم کا دوسرا مضر پہلو یہ سامنے آیا کہ جو مدارس وظیفہ لے کر بلا کم وکاست ہر طالب علم کو اس کا مقررہ حصہ دے رہے تھے اور افسران کو کچھ نہیں دیتے تھے ان کے خلاف افسران نے یہ سازش رچائی کہ کسی معمولی طالب علم سے وظیفہ نہ ملنے کی تحریری شکایت لے کر مدرسہ میں تفتیش کا جواز حاصل کر لیا' اور تعداد طلبہ میں کچھ کمی بیشی کا بہانا بنا کر پورے مدرسہ پر یہ جرمانہ لگایا کہ اب تک جتنا وظیفہ وصول ہوا ہے وہ سب واپس کیا جائے' ظاہر ہے کہ یہ دینی و دنیوی مصیبتیں اسی وظیفہ اسکیم کے خراب اثرت پر مبنی ہیں۔

۲: مدارس میں ماسٹروں کی تنخواہوں کا نظم:

اسی طرح اب حکومت نے یہ مہم چلا رکھی ہے کہ ہر مدرسہ میں عصری تعلیم کے لئے ایک دو استاد حکومتی خرچ پر رکھے جائیں' جن کی تنخواہ حکومت براہ راست ادا کرے گی۔ یہ تجویز دیکھنے میں بڑی خوبصورت اور پرکشش اسکیم کو اپنے حق میں منظور کرانے کے لئے مدارس کو گویا ہوڑ لگی ہوئی ہے اور بہت سے ذمہ داران مدارس اور تقرری کے متوقع امید وار ماسٹر' اس اسکیم کے مستحق بننے کے لئے جوڑ توڑ کر رہے ہیں' حالانکہ یہ حکومت کی طرف سے مدارس میں دخل اندازی کا ایک چور دروازہ ہے جس پر اگر ابھی مضبوطی سے بند نہ لگایا گیا تو کل جب اس کا ہولناک نتیجہ سامنے آئے گا اور خون کے آنسو رونا پڑے گا' ماسٹروں کو ماہانہ چند ٹکے دے کر حکومت دراصل مدارس میں مداخلت کا راستہ صاف کرنا چاہتی ہے اور پھر مخفی طور پر یہ طریقہ مدارس کی روح کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہے' اس لئے کہ جو جدید تعلیم یافتہ ماسٹر رکھا جائے گا اس کی وضع قطع پر پابندی لگانا دشوار ہوگا اور پھر اس کے غلط اثرات جو سامنے آئیں وہ اہل نظر پر مخفی نہیں' اسی طرح اس تنخواہ دار ملازم کو کسی غلطی سے ادارہ سے علیحدہ کرنا بڑی جوکھوں کا کام ہوگا کیونکہ وہ سرکاری ملازم کی حیثیت سے قانونی اختیار سے اپنے کو برتر سمجھے گا اور کسی کو خاطر میں نہیں لائے گا وغیرہ وغیرہ' اس طرح کے مقاصد کو نظر انداز کر کے ایسی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ بھی کسی مخلص خادم دین کے ذہن میں نہیں آ سکتا۔

۳: تعمیری امداد:

حکومت اقلیتی دینی مدارس میں اپنے خرچ پر کمرے اور درسگاہیں تعمیر کرانے کی پیشکش بھی کرتی ہے' یہ بھی متعدد مقاصد پر مشتمل ہے اور مدارس میں مداخلت کرنے کا بہانا ہے' ایک معتبر ذمہ دار مدرسہ نے احقر کو بتایا کہ تعمیر مدرسہ کے لئے اقلیتی بہبود کے محکمہ سے جو فارم خانہ پوری کے لئے جاری کیا جاتا ہے' اس میں ایک شق یہ بھی ہے کہ جتنے رقبہ زمین پر سرکاری خرچ سے عمارت بنے گی وہ عمارت اور زمین سرکاری قبضہ میں چلی جائے گی' ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور تصرف کیا ہو سکتا ہے کہ مدرسہ کی ملکیت یا وقف کی زمین سرکاری تعمیر کی وجہ سے ادارہ کے تصرف سے نکل جائے۔ علاوہ ازیں اس بڑی رقم کی منظوری اور حصول میں کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور متعلقہ افسران کو جس طرح دل کھول کر رشوتیں دی جاتی ہیں وہ بھی حد درجہ قابل مذمت ہیں جو علماء کے شان پر بٹہ لگانے والی ہیں۔

آخر ہمارا ضمیر کہاں ہے؟

مذکورہ بالا حقیقی مقاصد مشاہدہ میں آنے کے بعد کوئی بھی باضمیر عالم اور خادم دین اپنے اداروں میں ایک لحہ کے لئے بھی سرکاری تعاون قبول کرنے کو روا نہیں رکھ سکتا' آج جو لوگ سرکاری امداد کے حصول میں سرگرداں ہیں' انہیں تنہائی میں اپنے ضمیر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ان کا ضمیر اس بددیانتی پر' جو سرکاری امداد کا حصہ ہے' مطمئن ہے؟ اور کیا وہ امداد لے کر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں چلا رہے ہیں؟ اگر ہم نسبت قاسمی کو اپنے لئے سرمایہ فخر سمجھتے ہیں تو کیا اس کا

باقی صفحہ 13 پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

پہلی قسط

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ

قادیانیوں کو دعوت غور و فکر

جناب شیخ راحیل احمد صاحب قادیانی جماعت جرمنی کے سرکردہ رہنما تھے۔ قادیانی جماعت کے لئے انہوں نے دن رات ایک کرکے کام کیا۔ قدرت حق نے توفیق دی وہ ۲۳/اگست ۲۰۰۳ء کو آفن باخ فرینکفرٹ جرمنی مسجد توحید کے خطیب وامام حضرت مولانا مشتاق الرحمن صاحب (جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل اور جرمنی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ہیں) کے ہاتھ پر قادیانیت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے۔ ان کے اسلام لانے کی تفصیلات یورپ و پاکستان کے قومی اخبارات میں شائع ہوئیں۔ حال ہی میں محترم شیخ راحیل احمد صاحب نے ذیل کا مضمون عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان فیکس کیا جو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ (ادارہ)

جناب شیخ راحیل احمد جرمنی

مذہب اسلام نے جہاں دنیا پر اور بہت سے احسان کئے ہیں اور نسل انسانی کا شرف قائم کیا ہے، وہاں ایک اور احسان تمام مذاہب پر بھی کیا ہے جس کی طرف بہت کم توجہ ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اسلام نے تمام سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کا شرف قائم کیا ہے اور ان کی سچائی کی گواہی دی ہے اور مزید یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کی اپنی امتوں یا مخالفین کی لگائی ہوئی تہمتوں سے پاک صاف کرکے ان کی عصمت وعفت کو اجاگر کیا ہے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر کرتے ہوئے نہ صرف ان کی عظمت اور بڑائی کا ذکر کیا ہے، بلکہ ان کی پاکدامنی کی گواہی بھی دی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کے دوبارہ نازل ہونے کی متواتر احادیث میں خبر بھی دی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کئی جگہ ذکر آتا ہے۔ خاکسار صرف دو حوالے پیش کرتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اور جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلے میں تجھے چن لیا ہے۔“

(آل عمران:۴۲)

آگے دوسری آیت میں فرمایا ہے:

”جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے کلام کے ذریعہ (ایک لڑکے کی) بشارت دیتا ہے، اس (مبشر) کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا، جو (اس) دنیا میں اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔“

(آل عمران:۴۵)

حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم حاکم اور عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑیں گے اور لڑائی کو موقوف کردیں گے۔“ (صحیح البخاری باب نزول عیسیٰ بن مریم ج:۱ص:۴۹۰)

اور دوسری جگہ حدیث میں مروی ہے:

”اللہ عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کرے گا، پس وہ نازل ہوں گے دمشق کے مشرقی سفید مینارہ کے پاس، دو زرد چادروں میں ملبوس، دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔“ (رواہ المسلم ج:۲ص:۴۰۱ باب ذکر الدجال)

قرآن کریم اور احادیث کی شہادتوں کے بعد آگے چلتا ہوں اور یہ اس لئے ضروری تھا کہ جب آپ باقی مضمون کو ان آیات اور احادیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے پڑھیں گے تو صحیح تاثر سامنے آئے گا۔

آج سے تقریباً ۱۲۰ سال قبل ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا، لوگوں نے درخور اعتناء نہ سمجھا، کیونکہ الہام کا دعویٰ بظاہر معمولی فضول بات تھی۔ دوسرے وہ شخص آریہ سماج اور

عیسائیوں کے خلاف مضامین لکھ کر (بظاہر) اسلام کے اوپر حملوں کا دفاع کررہا تھا اور ان کو اسلام کے نام پر چیلنج کررہا تھا۔ اس لئے لوگوں کا رجحان مثبت ہی رہا' اس کے بعد اس نے اسلام کی حمایت میں پچاس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب "براہین احمدیہ" لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور لوگوں سے اس کے لئے ایڈوانس پیسے بھی اکٹھے کرنے شروع کردیئے۔ اور ۱۸۸۴ء تک اس کی چار جلدیں بھی شائع کردیں' ان کتابوں کے اندر الہامات کی آڑ میں اس نے اپنے آئندہ منصوبوں کی بنیادیں بھی رکھ دیں' کیونکہ مرزا قادیانی خود کہتا ہے:

"مولویوں نے میرے الہاموں پر اس وقت اعتراض نہیں کیا' اس طرح وہ (علما) پیچ میں پھنس گئے۔" (اربعین نمبر۲ ص:۲۱' خزائن ج:۱۷ص:۳۶۹)

خیر ان چار جلدوں کے شائع ہونے سے دو چار علما نے (مجھے یقین ہے کہ انگریزوں کے ایما پر) واہ واہ سبحان اللہ! کے ڈونگرے اپنے رسالوں اور اخباروں میں برسانے شروع کردیئے۔ جس سے سادہ لوح عوام کا اعتقاد "مرزا قادیانی کے اسلام کا پہلوان" ہونے پر اور بڑھ گیا' اور مرزا قادیانی کے اگلے ارادوں اور اقدامات کے لئے میدان کسی حد تک ہموار ہوگیا۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کتاب کی پانچویں جلد اگلے ۲۳ سال بعد آئی اور اس کے شائع ہونے کے ساتھ ہی پچاس جلدوں کا وعدہ بقول مرزا قادیانی:

"پچاس اور پانچ میں نکتہ کا فرق ہے۔ (فلسفہ قادیانی پورا ہوگیا)۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۷' خزائن ج:۲۱ص:۹)

خیر اس مشہوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۸۸۹ء میں مرزا قادیانی نے (بقول ان کے خدا سے الہام پاکر) مجدد ہونے کا دعویٰ کردیا' چونکہ ایک اچھی پلاننگ اور کامیاب پروپیگنڈہ کے ذریعہ اسلام کے چیمپئن اور محافظ کے طور پر مشہور ہوچکے تھے۔ اس لئے اس کے اس دعویٰ کے وقت اکا دکا آوازیں مخالفت میں اٹھیں مگر بالعموم اس دعوے کے متعلق بھی معمولی سی قیل قال کے بعد خاموشی چھاگئی۔ جب مرزا قادیانی نے دیکھا کہ اس کی دکان چل نکلی ہے تو اس بار اس نے زیادہ لمبا عرصہ انتظار نہیں کیا اور اپنے سابقہ عامۃ المسلمین والے متفقہ عقیدہ کے برخلاف دعویٰ کردیا کہ خدا نے الہاماً اس کو بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور اپنی کتاب "توضیح المرام" صفحہ ۸' خزائن ج:۳ ص:۵۴ میں لکھا کہ:

"قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰ کا ذکر ہے۔" (ازالہ اوہام ص:۵۹۸' خزائن ج ۳ ص ۴۲۳)

اگلی کتاب میں یہ ذکر تیس جگہ بن گیا' یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ سرسید احمد خان بانی علیگڑھ کالج نے ۱۸۷۲ء میں یہ اپنی تفسیر میں لکھا تھا کہ:

"قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ الہاماً وفات عیسیٰ کی خبر پانے کے بعد ساتھ ہی ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کردیا۔" (ازالہ ص:۱۹۰' خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

اب لوگ چونکے اور بہت سارے دوراندیش لوگوں نے محسوس کرلیا کہ بات یہاں رکتی نظر نہیں آتی۔ مخالفت کا شور اٹھا' لیکن (میرے خیال کے مطابق انگریزوں کے اشارے پر بعض نام نہاد علما جن کو انگریزوں نے نامعلوم خدمات کی بنا پر چار مربع زمین بھی دی تھی) اور اس قبیل کے چند دوسرے لوگوں نے مرزا قادیانی کے مخالفین کے خلاف آوازیں اتنے زور وشور کے ساتھ بلند کیں کہ سنجیدہ اور بادلیل مخالفت ان کے شور میں دب گئی اور بے معنی اور بے دلیل مخالفت کی نورا کشتی نے نہ صرف سنجیدہ طبقہ کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا۔ بلکہ مرزا قادیانی کو شہرت ملی اور جسد اسلام میں پنجے گاڑنے کے لئے اس کے ہاتھ بھی مضبوط کئے' اس طرح مرزا قادیانی باوجود اپنی تردیدوں کے مثیل مسیح سے مسیح موعود بنا۔ اس کے بعد مثیل محمدؐ بنا اور اسی طرح اپنے آپ کو ترقی دیتا گیا اور "کشفاً خدا تک بن گیا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۶۴' خزائن ج:۵ ص: ایضاً)

اور اپنے خدائی کے موقف تک پہنچنے کے لئے اس نے اتنی قلابازیاں کھائیں ہیں کہ غالباً یہ راتوں رات اپنے موقف بدلنے والے سیاست دانوں نے اسی سے سیکھا ہے۔

میں یہاں مرزا قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختلف اوقات میں مختلف موقف بغیر کسی عالمانہ بحث کے پیش کروں گا' کیونکہ جید علما کرام اس بحث میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں' اس کے بعد میں مرزا قادیانی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور اس کی روشنی میں مرزا قادیانی کی زندگی کا مختصر سا جائزہ پیش کروں گا۔

حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔" (براہین احمدیہ ص:۴۹۹، خزائن ج:۱ص:۵۹۳)

دوسری جگہ لکھتا ہے:

"حضرت مسیح انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔" (براہین احمدیہ ص:۳۶۱ حاشیہ خزائن ج:۱ص:۴۳۱)

اور جگہ مرزا قادیانی کے متعلقین لکھتے ہیں:

"ان الہامات کے نزول کے ساتھ تصرف الٰہی سے یہ ہوا کہ آپ پر اپنی بعثت کے ابتدائی ایام میں یہ راز بالکل نہیں کھلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح بنا کر بھیجا ہے اور آپ نے براہین احمدیہ حصہ چہارم میں یہ رسمی عقیدہ بھی درج فرمادیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔" (تاریخ احمدیت ج:۲ص:۳۰ طبع اول)

ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلے ایمان یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اسی کتاب میں اس نے اپنا یہ عقیدہ لکھا ہے جس کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

"مستحکم کتاب ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کے بارے میں خواب میں خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور شیریں میوہ قرار دیا ہے۔" (براہین احمدیہ ص:۲۴۸، خزائن ج:۱ص:۲۷۵)

اس کتاب کو جس کا نام بقول مرزا قادیانی کے مستحکم دلائل کی وجہ سے قطبی کہا تھا کو بھول گیا اور الہام ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور اس اعلان کے ساتھ پلاننگ کا اگلا حصہ شروع ہوگیا۔ اب مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ فوت ہوچکے ہیں اور اب وہ اس دنیا میں دوبارہ نہیں آئیں گے، اس لئے ان کی آمد ثانی کے متعلق جو احادیث ہیں ان کا مطلب یہ ہے:

"ان کا کوئی مثیل آئے گا اور خدا نے مجھے (یعنی مرزا قادیانی: ناقل) الہاماً بتایا ہے کہ وہ مثیل عیسیٰ میں (یعنی مرزا قادیانی) ہوں۔" (ازالہ اوہام ص:۱۹۹، خزائن ج:۳ص:۱۹۷)

اس پر شور پڑا اور لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ جس مسیح یا عیسیٰ ابن مریم کا وعدہ دیا گیا ہے، آپ اس مسیح کا دعویٰ کررہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے فوراً تردید کردی اور کہا:

"اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ مفتری اور کذاب ہے۔" (ازالہ اوہام ص:۱۹۰، خزائن ج:۳ص:۱۹۲)

اب دیکھئے کہ آج مرزا قادیانی کی جس کتاب کو دیکھیں اس کے ٹائٹل پر نام مرزا غلام احمد مسیح موعود (نعوذباللہ) لکھا ہوتا ہے۔ اب اس میں کئی باتیں سامنے آتی ہیں، پہلی تو یہ ہے کہ کس صفائی سے لوگوں کے منہ میں لفظ "مسیح موعود اور مسیح ابن مریم" ڈالا جارہا ہے۔ یہاں مسیح موعود کا تو سوال ہی نہیں تھا، بلکہ سوال یہ تھا کہ مثیل کہاں سے آگیا؟ کیونکہ احادیث میں مثیل کا ذکر نہیں تھا، بلکہ ابن مریم کا ذکر تھا، اور مرزا قادیانی مثیل کہاں سے کیوں اور کیسے بن گیا؟ اب مزے کی بات یہ ہے کہ جس بات کی تردید کررہا ہے اور جس پر لوگوں کو کذاب اور مفتری قرار دے رہا ہے اب تھوڑا عرصہ نہیں گزرا کہ وہی دعویٰ کردیا۔ یعنی کہ میں (مرزا قادیانی) مسیح موعود ہوں لکھتا ہے:

"میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خداتعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔" (تحفہ گولڑویہ ص:۱۱۸، خزائن ج:۱۷ص:۲۹۵)

دوسری جگہ لکھتا ہے:

"مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج:۱۲ ص:۴۳۵)

اب یہ قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ کتنے کم فہم لوگ تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کے ارادوں کو بھانپ لیا؟ لیکن اب یہ بھی دیکھیں کہ مرزا قادیانی کے بقول جن لوگوں نے مرزا قادیانی پر عیسیٰ ابن مریم ہونے کا الزام لگایا تھا وہ مفتری اور کذاب تھے اور کتنے بڑے مفتری اور کذاب تھے؟ مرزا قادیانی کی یہ تحریر خود بتارہی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اس (یعنی اللہ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا......

پھر دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی' پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی..... مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں..... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا' پس اس طور سے عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص:۴۷' خزائن ج:۱۹ ص:۵۰)

اب ایک سوال اور سامنے آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عیسیٰ بن مریم کی خبر دی تھی وہ تو حاکم اور عادل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور حکومت وخلافت کی ذمہ داری ادا کریں گے' لیکن مرزا قادیانی بطور حاکم کے تو کیا آتا بلکہ جو اپنے علاقے کی حکومت اس کے خاندان کے پاس تھی وہ بھی اس کی پیدائش سے قبل اس کے دادا کے دور میں ہی تقریباً چھن چکی تھی اور مرزا قادیانی اپنی مالی اور خاندانی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے:

"ہماری (مرزا قادیانی: ناقل) حالت ایک معمولی درجے کے زمیندار جیسی ہوگئی تھی۔" (کتاب البریہ ص:۱۶۹' خزائن ج:۱۳ ص:۱۸۷ ملخص)

اس اعتراض کے جو جواب مرزا قادیانی نے دیئے ہیں' اس میں مزے کی بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس بات کا اپنے "خدائی الہامات" کے ذریعہ دوسروں کو یقین دلانے کی کوشش کررہے تھے' اس پر خود ان کو بھی یقین نہیں تھا' ان میں سے دو حوالے پیش خدمت ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں' کیونکہ یہ عاجز اس دنیا میں حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا' بلکہ غربت اور درویشی کے رنگ میں آیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص:۲۰۰' خزائن ج:۳ ص:۱۹۷)

اور دوسری جگہ لکھتا ہے:

"ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتے ہیں' اور ممکن ہے..... اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔" (ازالہ اوہام ص:۲۹۴' خزائن ج:۳ ص:۲۵۱)

اب آپ ان تاویلوں اور الہامات پر کیا کہیں گے؟

اب مرزا قادیانی مزید ثبوت یا لوگوں کے دل میں یہ خیال پختہ کرنے کے لئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے کتنے مشابہ ہیں' کیونکہ انہوں نے اپنی مسیحیت کی دیوار زیادہ تر مشابہت کی بنیاد پر کھڑی کی تھی۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے' گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔" (براہین احمدیہ ص:۴۹۹' خزائن ج:۱ ص:۵۹۳)

جب لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو معجزے دکھائے ہیں' لیکن اس مثیل مسیح نے کیا دکھایا ہے؟ اس پر مرزا قادیانی نے جواب میں اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ اول' روحانی خزائن ج:۳ میں جو خامہ فرسائیاں حضرت عیسیٰ کی ذات پر کی ہیں' ان میں سے کچھ نمونہ جات حاضر ہیں:

۱:..... "اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کرکے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا۔" (ازالہ اوہام ص:۶' خزائن ج:۳ ص:۱۰۵)

۲:..... "بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشینگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں' میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں' کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔" (ازالہ اوہام ص:۷' خزائن ج:۳ ص:۱۰۶)

۳:..... "اور پیشینگوئیوں کا حال اس سے بھی ابتر ہے' کیا یہ بھی کچھ پیشینگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے' مری پڑے گی' لڑائیاں ہوں گی' قحط پڑیں گے۔" (ایضاً)

۴:..... "اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح موعود کی پیشینگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔" (ایضاً)

اور بھی بہت سی موشگافیاں بیان کی ہیں مرزا قادیانی نے' لیکن اختصار کی وجہ سے نہیں دے رہا۔

۵:..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی معاف نہیں کیا۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"حضرت موسیٰ کی بعض پیشینگوئیاں بھی اس صورت میں ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں امید باندھ لی تھی۔" (ایضاً)

(جاری ہے)

آخری قسط

مرسلہ: مولانا محمد علی صدیقی

قادیانیت ایک ناسور

قادیانی جماعت کے مرکزی مبلغین دنیا بھر کے ممالک میں قادیانیت کی ترویج اور سیاسی پخت و پز میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی کل تعداد ۱۸۲ ہے۔ یہ مبلغ ربوہ سے تیار ہو کر باہر جاتے ہیں۔ افریقہ میں ان کی سب سے زیادہ کھپت ہے۔ جہاں اسکیم کے تحت قائم قادیانی ہسپتالوں سے جماعت کو سوا آٹھ کروڑ روپے سالانہ کی آمدن ہے۔ ۳۱ قادیانی اسکول ہائیر سیکنڈری تعلیم دے رہے ہیں اور سو پرائمری اسکول افریقی بچوں کے ذہنوں کو زہر آلود کر رہے ہیں۔

برطانیہ نے اپنے پرانے سیاسی خادموں کو بڑھنے پھولنے کے مواقع بہم پہنچانے کے لئے ٹل فورڈ کے علاقے میں کئی ایکٹر زمین پر مشتمل اراضی الاٹ کر دی ہے۔ جہاں قادیانی مرکز اسلام آباد قائم ہو گیا ہے۔ یہ زمین ان کو کوڑیوں کے مول دی گئی ہے۔ مرزا طاہر نے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے ہزاروں کی تعداد میں کیسٹ تیار کرائے ہیں' ان کی اپنی تقریروں کے کیسٹ اور ویڈیو فلم پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کی جا رہی ہیں' گزشتہ تین سالوں میں ۲۷۰ کیسٹ دنیا کی ۱۸ زبانوں میں تیار کرا کے قادیانی مشنوں کو مہیا کر رہے ہیں جو ارتداد کی تبلیغ کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں' ان کے علاوہ قادیانی لٹریچر تیار کیا گیا ہے جو قادیانیوں کے بقول دس سال میں بھی تیار نہ ہوا تھا۔ یہ تمام امور قادیانیت کے

تحریر: عبدالباسط

مستقبل کے جارحانہ عزائم کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہیں۔''

قادیانیوں کی ارتدادی مہم کا سب سے شرمناک پہلو عرب ممالک میں کیسٹ اور لٹریچر کی ترسیل ہے۔ قادیانی اسرائیلی امداد سے عرب مسلمانوں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے میں کوشاں ہیں۔ قادیانی جریدہ سوینز کراچی ۱۹۸۶ء/۱۹۸۷ء میں لکھتا ہے:

''حضرت امام جماعت احمدیہ نے عربوں کی طرف تبلیغ کے لئے جماعت کی خصوصی توجہ دلائی۔ باقاعدہ فارم کے لحاظ سے اب تک بانوے عرب جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں' لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ میرے ذاتی علم کے لحاظ سے ان کی تعداد سو سے تجاوز کر چکی ہے۔''

عربوں کو مرزا غلام احمد کی لعنتی تحریک میں شامل کر کے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا بہت بڑی جسارت ہے۔ عرب ممالک کو اس خطرے کی طرف فوری توجہ دینا چاہئے اور قادیانیت کے دام تزویر میں پھنسنے والوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہئے' یہ عرب لازمی طور پر زر' زن یا زمین کے چکر میں متاع دین لٹا چکے ہوں گے۔ ان کی وجہ سے مزید گمراہی پھیل سکتی ہے۔

قادیانیت چونکہ جہاد کی مخالف' سامراج کی حاشیہ بردار' یہودیوں کی پروردہ استعماری ایجنسی ہے۔ اس لئے اسلام دشمن طاقتیں اس کی ترقی کو اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں جو ان کے نزدیک انقلاب کا درس دیتا ہے اور سامراج اور صیہونیت کا دشمن ہے۔ قادیانیت کا فروغ اسلامی اقدار پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اسلامی بنیاد پرستوں کی سرگرمیوں کو کمزور کر سکتا ہے۔ قادیانی تحریک کی بنیاد ایک ایسے نظریے پر قائم ہے جس میں اسلام کی انقلابی روح کو مکمل ختم کر کے

اسے سامراج کی داشتہ بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے ایسی تحریک اس ''تشدد پسندانہ'' اسلام کا ایک توڑ ثابت ہو سکتی ہے اور مشرق وسطیٰ میں سامراجی اور یہودی مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں قادیانیت کی ترقی کے لئے اسے ہر طرح کی مدد بہم پہنچاتی ہیں۔ اس لئے مرزا طاہر کو امریکا ''اسلام'' پیش کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔

یہ تو ایک اجمالی سا خاکہ ہے جس سے قادیانیوں کے عزائم اور ان کی گزشتہ پالیسیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ایسی اسلام مخالف تحریک جس نے گزشتہ صدی میں استعماری اور یہودی مدد سے اتنی بڑی قوت حاصل کر لی ہے اور جس کی پشت پر امریکا' اسرائیل اور یورپ کا تعاون اور سرمایہ ہے۔ اس کے زہریلے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اسلامی طاقتیں اور علمائے کرام کیا کوششیں کر رہے ہیں؟ ہمارے خیال میں یہ جس قدر بڑا چیلنج ہے اتنا بڑا مقابلہ نہیں کیا جا رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مجلس احرار اسلام اور دیگر انجمنیں اور ادارے قادیانی خطرے کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہیں۔ پاکستان میں ان کا محاسبہ کیا جاتا ہے اور بیرون ملک بھی ان کے مکروہ کردار کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ لیکن ہماری حکمت عملی بعض خامیوں کا شکار ہے۔ ان خامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں کئی طرح کی ترامیم کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے اس وقت ان کو ڈرافٹ کے طور پر سمجھا جائے اور مستقبل کے لائحہ عمل کی بنیاد قرار دیا جائے۔

۱:...... قادیانی اپنی تعداد کے بارے میں بہت مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں' ان کی مکمل مردم شماری کی جائے اور ان کے شناختی کارڈ' شہریت کے سرٹیفکیٹ میں اس کا اندراج کیا جائے۔

۲:...... تمام سرکاری اداروں اور دفاعی محکموں میں قادیانیوں کی صحیح تعداد معلوم کی جائے۔ اہم اور حساس محکموں میں ان کی بھرتی بند کی جائے اور دیگر محکموں میں ان کا اقلیتی کوٹہ مقرر کر دیا جائے۔

۳:...... قادیانی پرچوں اور ان کے جرائد و رسائل میں جان بوجھ کر ایسا مواد شائع ہوتا ہے جس سے صدارتی آرڈی نینس کی خلاف ورزی ہو' حکومت پرچہ شائع ہونے کے کئی ماہ بعد اسے ضبط کرتی ہے جو کہ مضحکہ خیز امر ہے۔ ایسے پرچوں کو فوراً ضبط کیا جائے اور پریس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

۴:...... حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ پاکستانی مشنوں کو ہدایت جاری کرے کہ وہ قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے وزارت خارجہ کو پورے طور پر آگاہ کریں اور اس کا موثر جواب دیں اور یہ جواب پاکستانی پریس میں لازمی طور پر شائع ہو۔

۵:...... لندن کے پاکستانی سفارت خانے کو مضبوط بنایا جائے تاکہ وہ قادیانی سرگرمیوں سے حکومت کو مطلع کرے اور لندن میں قائم اسلامی مشنوں سے اشتراک پیدا کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرے تاکہ وہ اس فتنے کا موثر سدباب کر سکیں۔

۶:...... قادیانیوں کے خفیہ فنڈز کی تحقیقات کی جائے ان کو منجمد کر کے ان کا مکمل آڈٹ کیا جائے اور حساب کتاب کی تفاصیل اے جی آفس کے ذریعے حاصل کر کے کتابی صورت میں شائع کی جائیں تاکہ اس میں کروڑوں کے اضافے کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

۷:...... قادیانی کتب و رسائل لندن اور بھارت میں چھپ کر پاکستان آ رہے ہیں۔ ان کی آمد کو روکا جائے اور کسٹم کے محکمے کو خصوصی ہدایات دی جائیں کہ وہ ان کو ضبط کرے۔

۸:...... قادیانیت کو ایک سیاسی جماعت قرار دیا جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے۔ اس کے بعد ایک اسپیشل ٹریبونل قائم کر کے خاص سیاسی نقطہ نظر سے اس کی کارروائیوں کو بے نقاب کیا جائے اور انٹیلی جنس اداروں کی گزشتہ تمام خفیہ رپورٹوں کو ٹریبونل کے ریکارڈ میں شامل کیا جائے۔ سیاسی جماعت قرار پانے کے بعد اس کی مذہب کے پردے میں کی گئی کارروائیاں بے نقاب ہو جائیں گی۔

۹:...... علمائے کرام' دانشوروں اور صاحب قلم لوگوں پر مشتمل ایک پینل مقرر کیا جائے جو قادیانیت کے متعلق مختلف زبانوں میں لٹریچر شائع کیا جائے جو ٹھوس حقائق پر مبنی ہو اور جس کے پڑھنے کے بعد تحریک کے بنیادی خطوط اور مضمرات واضح ہوں' وہ لٹریچر جو ایک عرصہ تک پاک و ہند میں چھپتا رہا اور محض مذہبی مناظرہ بازی کی پیداوار تھا' وہ باہر کی دنیا کے لئے قابل قبول نہ ہوگا' محمدی بیگم سے نکاح' پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کی بحث' حیات و وفات مسیح وغیرہ پر بہت کم زور دیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک دائم المرض نفسیاتی مریض تھا۔ جس کو شوگر' ہسٹریا' کثرت بول' اسہال وغیرہ کی بیماریاں تھیں۔ حصول زر اور جاہ طلبی کے لئے اس نے نبوت کے نام پر برطانوی سامراج

کی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ نفسیاتی لحاظ سے اس شخص کا تجزیہ اور اس کے اوٹ پٹانگ کشف والہامات کا تنقیدی جائزہ لوگوں کو بانی احمدیت اور تحریک کے پس منظر کے بارے میں صحیح معلومات مہیا کرے گا۔

۱۰:...... قادیانیت نے ۱۸۸۰ء تک جو سیاسی اور پاکستان مخالف کارروائیاں اور سازشیں کیں اور ملکی سالمیت کے خلاف جو کام کیا ہے اس کی تفاصیل بھی منظر عام پر لائی جائیں۔ قادیانی کئی سالوں سے یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ دیوبند اور جمعیت علمائے ہند نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ حالانکہ ان کا اپنا کردار اتنا شرمناک تھا جس کی مثال ملنا مشکل ہے "الفضل قادیان" کا ورق ورق ان کی روسیاہی سے لتھڑا پڑا ہے۔

۱۱:...... قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا محمود ۱۹۱۹ء سے ۱۹۶۵ء تک اپنی آمریت کا سکہ چلاتا رہا۔ یہ شخص برطانیہ کا ذلیل خوشامدی، آزادی ہند کا دشمن، مسلمانوں کی تکفیر کا مبلغ اور مرزا قادیانی کی نبوت کا زبردست پرچارک تھا۔

۱۲:...... اسرائیل میں قادیانی مشن کی ۱۹۲۸ء سے ۱۹۸۷ء تک کی کارروائیوں کی طشت از بام کرنے کے لئے ربوہ میں براجمان قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریف سے پوچھ گچھ کی جائے، دو جاسوس مبلغ اللہ دتہ اور جلال الدین شمس واصل جہنم ہو چکے ہیں۔ رشید چغتائی اور نور احمد شاید ربوہ ہی میں ہیں اور اسرائیل کے قیام ۱۹۴۸ء کے وقت وہاں سازشوں میں مصروف رہے ہیں۔ ان کے تفصیلی بیانات لئے جائیں اور ان کی وہ تمام رپورٹیں جو یہ جاسوس اسرائیل سے پاکستان بھیجتے تھے وہ حاصل کرکے منظر عام پر لائی جائیں۔ ان کے ملک چھوڑنے پر پابندی عائد کی جائے اور ان کے نام ای سی ایل (Exit Control Lisit) میں شامل کئے جائیں۔

۱۳:...... جن عرب ممالک میں قادیانی اپنا لٹریچر اور مبلغ بھیج رہے ہیں، ان کے سربراہوں اور تنظیموں کو خطوط لکھ کر اور رسائل و جرائد میں مضامین کے ذریعے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے ضروری اقدامات کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے تاکہ موثر قدم اٹھایا جاسکے۔

۱۴:...... قادیانی ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور لندن میں بیٹھ کر وطن عزیز کے خلاف زہر افشانی اور سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کے پاسپورٹ ضبط کئے جائیں اور شہریت ختم کردی جائے۔

۱۵:...... وزارت خارجہ امریکا اور یورپی ممالک کو حقوق انسانی وغیرہ کے نام پر چلائی گئی قادیانیت کی حمایت میں مہم بند کرنے کے لئے مجبور کرے۔ ان کو اصل صورت حال سے آگاہ کرے اور سفارتی اثر و رسوخ بروئے کار لائے۔ ان ممالک کے سفارت خانوں کو قادیانی تحریک کی حقیقت بتائی جائے اور مناسب لٹریچر فراہم کیا جائے۔ اسلامی تنظیموں کے ذریعے ایسا لٹریچر تیار کرکے ان کو روانہ کیا جائے، جس سے وہ قادیانیت کا اصل چہرہ دیکھ سکیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ان معروضات پر غور کرکے ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے گا جو اس فتنے کی سرکوبی کے لئے ضروری ہے۔

☆☆..........☆☆

اقوال زریں

اللہ کے مہمان:

۱:...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور ان میں حاضر ہونے والے اہل ایمان اللہ کے ملاقاتی (اور مہمان) ہیں اور جس کی ملاقات کو کوئی آئے اس پر حق ہے کہ وہ آنے والے ملاقاتی کا اکرام اور اس کی خاطر داری کرے۔" (کنزالعمال صفحہ۱۲۴ جلد۴)

جنت کا چمن:

۲:...... حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاکؐ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک چمن ہے، جنت کے چمنوں میں سے۔ (مسلم شریف کتاب الحج)

شیطان اور بایاں ہاتھ:

۳:...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا: بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ (مسلم شریف)

باپ کے دوست:

۴:...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے: رسول اللہؐ نے فرمایا: بڑی نیکی ہے کہ لڑکا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ احسان کرے۔ (مسلم)

زیارت نبویؐ:

۵:...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! وہ زمانہ آئے گا جب تم مجھ کو دیکھ نہ سکو گے اور میرا دیکھنا تم کو تمہارے بال بچوں سے زیادہ عزیز ہوگا۔ (مسلم شریف کتاب الفضائل)

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

اخبار عالم پر ایک نظر

پوری دنیا میں قادیانیوں کے اسلام دشمن کردار کو ہرگز پسند نہیں کیا جارہا: مولانا عبدالحکیم نعمانی

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) پوری دنیا میں قادیانیوں کے اسلام دشمن کردار کو ہرگز پسند نہیں کیا جارہا۔ یہ صرف مال و دولت کے لالچ اور میڈیا کے زور پر عالم اسلام کو گمراہ کرنے کی کوششوں میں معروف ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالباقی، مولانا کفایت اللہ حنفی اور حاجی محمد ایوب نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی امریکہ و برطانیہ کی کلیسائی چھتری استعمال کر کے اسلام اور پاکستان کو بدنام کر رہے ہیں۔ قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا مسرور ایم ٹی اے (قادیانی چینل) پر اسلام و ملک کے خلاف زہر اگل رہا ہے جبکہ برطانیہ میں موجود پاکستانی سفارت خانہ ان کے پروپیگنڈے کا سدباب کرنے کی بجائے قادیانی جماعت کی حفاظت پہ لگا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کے نام پر اسلامی دفعات کے خاتمہ کا مطالبہ کرنے والی لابیاں امن و آشتی کی دشمن ہیں اور وہ پاکستان میں انتشار اور خون خرابہ کرانا چاہتی ہیں۔ حکومت ایسی ملک دشمن لابیوں کو لگام دے کر انہیں قانون کے کٹہرے میں لائے۔ انہوں نے کہا کہ بدنام زمانہ عاصمہ جہانگیر کا قادیانیت کے متعلق بنائے گئے قوانین کی منسوخی کا مطالبہ دراصل امت مسلمہ کے خلاف ایک بین الاقوامی خطرناک سازش ہے۔ عاصمہ جہانگیر ملکی و غیر ملکی میڈیا پر اس طرح کے بیانات کے ذریعے اسلامیان پاکستان کی تحقیر کر رہی ہے اور یہ مسلمانوں کے آزاد اسلامی و مذہبی حقوق کو پامال کرنے کی ناپاک جسارت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کے خلاف بنائے گئے قوانین منتخب پارلیمنٹ کا متفقہ فیصلہ ہے، جس کے خلاف ہم کسی اندرونی و بیرونی سازشوں کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

مولانا اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورۂ اسلام آباد اور راولپنڈی

راولپنڈی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمود الحسن اور اسلام آباد کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے مولانا کے اپنے اپنے حلقہ میں تبلیغی و اصلاحی پروگرام ترتیب دیئے الحمدللہ! تین دن اسلام آباد کے اندر اور ایک دن پنڈی کے اندر دروس ختم نبوت کے عنوان سے تقریباً مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے آٹھ مختلف مقامات پر خطاب ہوئے الحمدللہ! عوام الناس نے اس سے بھرپور استفادہ کیا اور ختم نبوت کی موجودہ مساعی کو خوب سراہا اور آئندہ مجلس کے کام میں خوب دلچسپی لینے کا عندیہ ظاہر کیا۔ ۵۰ کے قریب افراد ماہنامہ ”لولاک“ کے نئے خریدار بنے اور ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے خریدار بننے کا بھی ارادہ کیا۔ پروگرام حسب ذیل مقامات پر تشکیل دیئے گئے:

۲۴/شوال جمعہ جامع مسجد مغیرہ بن شعبہ G10-3 نماز عصر جامع مسجد فاروق اعظم G9-3 احباب ختم نبوت سے ملاقات اور کام کے متعلق مشاورت ہوئی۔ نماز مغرب جامع مسجد اولیٰ G6-1-2 درس قرآن کریم ارشاد فرمایا نماز عشاء اور اس کے بعد دیگر جماعتی امور میں مصروف رہے۔

۲۵/شوال نماز فجر جامع مسجد مبین G6-1-1 میں ادا کی اور درس قرآن کریم ارشاد فرمایا اور لوگوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق اپنا اور امت کا موقف پیش فرمایا۔ نماز ظہر راولپنڈی میں ادا کی اور وہاں جماعتی رفقاء سے جماعتی امور پر تبادلہ خیال ہوا اور ان تمام احباب ختم نبوت کی مساعی کی تعریف کی اور عنداللہ قبولیت کی دعا فرمائی۔ نماز عصر مدرسہ تحفیظ القرآن میں حضرت قاری عبدالمالک صاحب کی اقتداء میں ادا کی اور تفصیلی خطاب ارشاد فرمایا۔ مغرب کے بعد مدرسہ فرقانیہ کوہاٹی بازار کے طلبہ کو خوب علمی انداز میں مسئلہ ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو فرمائی۔ نماز عشاء حنفیہ مسجد میں ادائی کی اور درس قرآن کریم ارشاد فرمایا۔ ۲۶/شوال سارا دن جماعتی رفقاء کی ملاقات، جماعتی نظم کے بہتر سے بہتر بنانے کے متعلق گفتگو فرمائی۔ نماز عصر، ظہر جامع مسجد مغیرہ بن شعبہ میں ادا کی بعد ازاں ہمارے نہایت محترم جناب ڈاکٹر شبیر صاحب سے ملاقات اور دین اسلام کے

متعلق موجودہ حالات کے لحاظ سے مدلل گفتگو فرمائی۔ نماز عصر جامع مسجد سیدنا عمرؓ میں ادا کی اور مولانا ظہور الٰہی صاحب اور قاری صاحبان سے ملاقات کی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق نماز مغرب جامع مسجد قباء G9/4 حضرت مولانا عبدالرشید راوی صاحب کے ہاں ادا کی اور تفصیلی خطاب فرمایا' تقریباً ۳۵ کے قریب ماہنامہ ''لولاک'' رسالہ اور جماعتی لٹریچر وافر مقدار میں تقسیم ہوا اور نئے خریدار کثیر تعداد میں بنے اور لوگوں نے خوب دلچسپی سے پروگرام میں حصہ لیا اور آئندہ ایسے پروگرام کرتے رہنے کا عندیہ ظاہر کیا۔ ۲۴/شوال جامع مسجد تقویۃ الایمان G9/1 میں درس قرآن کریم ارشاد فرمایا اور جامعہ مصباح العلوم للبنات میں تقریباً تین صد مقیم طالبات کو خطاب فرمایا اور ان کو ان کے عظیم منصب کی طرف متوجہ کیا اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں ان کی اہمیت کا اندازہ اور ان کے کردار کی طرف توجہ دلائی۔ رب کریم مجلس کے ان تمام پروگراموں کو قبول فرمائے اور آئندہ اس سے بڑھ کر کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آئندہ ماہ بھی مجلس کے مرکزی قائدین مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اکرم طوفانی اسلام آباد کا دورہ فرمائیں گے۔

امت مسلمہ قائدین ختم نبوت کے ہاتھ مضبوط کرے: مولانا قاضی اسرائیل گڑنگی

مانسہرہ (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد صدیق اکبر مانسہرہ کے خطیب مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائیت کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پوری دنیا میں مرزائیت کا تعاقب کیا ہے اور الحمدللہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کو مضبوط کرنے کے لئے اور مرزائیت کو دوبارہ پرچم اسلام تلے لانے کے لئے پوری امت مسلمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہاتھ مضبوط کرے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج ہیں۔ شفاعت کا اعزاز اس مبارک فوج کو بھی حاصل ہوگا۔ ہر ملک کی فوج ملک کی آبرو ہوتی ہے۔ کتنی مقدس فوج ہے جو ناموس رسالت کی محافظ ہے۔

فتنہ قادیانیت کا آخری وقت آچکا ہے: مولانا محمود حسن فریدی

کراچی (نمائندہ خصوصی) فتنہ قادیانیت کا عنقریب عبرتناک انجام ہوگا۔ اس بات کا اظہار مولانا محمود حسن فریدی نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب انیسویں صدی کے آخر میں جب مختلف دعوے کئے اور آخرکار جھوٹی نبوت کا دعویٰ کردیا تو اس وقت سے ہی علماً حق نے ان کا تعاقب شروع کردیا تھا' بلکہ علماً لدھیانہ نے تو اس کے ابتدائی دعویٰ پر ہی تکفیر کا فتویٰ دے دیا تھا اور جوں جوں یہ فتنہ زور پکڑتا گیا حق والوں نے بھی اس کا بھرپور تعاقب کیا یہاں تک کہ ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی زوردار تحریکیں بھی چلیں اور پروانہ ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ آج انہی شہدائے ختم نبوت کا خون رنگ لایا ہے اور فتنہ قادیانیت شکست سے دوچار ہے اور پریشان حال ہے۔ ملک عزیز پاکستان میں بھی اور غیر ممالک سے بھی یہ خبریں آرہی ہیں درجنوں کے حساب سے قادیانی' قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام میں داخل ہورہے ہیں۔ جن میں جرمنی کے شیخ راحیل احمد اور مظفر احمد ظفر جرمنی' چنیوٹ میں زمینداروں کا اسلام قبول کرنا' پشاور میں ایک درجن سے زائد افراد کا اسلام قبول کرنا اور کینیڈا میں بھی قادیانیت جماعت میں پھوٹ پڑھنا' اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ فتنہ قادیانیت کا عنقریب جنازہ نکلنے والا ہے۔

اتباع سنت کی اہمیت پر ایک پادری کے مسلمان ہونے کا واقعہ

سوانح یوسفی میں لکھا ہے کہ ایک جماعت جاپان میں گئی وہاں کا جو سب سے بڑا پادری تھا اس کے گرجے میں ٹھہری کیونکہ وہاں گرجے تو اتوار والے دن ہی کھلتے ہیں' باقی دن بند رہتے ہیں تو تیسرے دن وہ پادری آیا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں' ساتھی بڑے حیران ہوئے اس سے وجہ پوچھی تو کہنے لگا میرے اندر اتنی روحانیت ہے کہ اس کی ادنیٰ طاقت میں آپ لوگوں کو بتلاتا ہوں' پھر اس نے غالباً بیس فٹ کے فاصلے پر ایک ساتھی کو کھڑے ہونے کو کہا اور دور سے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دے کر نیچے کیا تو وہ ساتھی گر گیا' وہ پادری کہنے لگا کہ یہ تو میری ادنیٰ طاقت کا نمونہ ہے اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو سنت کے مطابق وضو کرتے دیکھا تو مجھے اس جگہ نور ہی نور نظر آیا اور پھر اس نے کہا کہ جہاں میری اعلیٰ طاقت کا نور ختم ہوتا ہے وہاں سے سنت کا نور شروع ہوتا ہے' پھر وہ مسلمان ہوگیا۔

چوہدری شیر علی موڑا کا اسلام قبول کرنا ختم نبوت کی حقانیت کی دلیل ہے

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ' مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا اسماعیل شجاع آبادی' مفتی محمد جمیل خان اور دیگر رہنماؤں اور کارکنانِ ختم نبوت نے چنیوٹ کے قادیانی زمیندار اور ان کے ساتھ درجنوں ساتھیوں کے اسلام قبول کرنے پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم چوہدری شیر علی موڑا اور ان کے رفقائے کرام کو اسلام قبول کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ان رہنماؤں نے مزید کہا ہے کہ قادیانی جماعت اور ان کے پیروکاروں میں پھوٹ پڑ چکی ہے اور گزشتہ سال سے لے کر آج تک قادیانیت سے تائب ہونے والے افراد جو کہ قادیانی جماعت کے اعلیٰ عہدیدار اور ان کے سرکردہ لیڈر رہے تھے' وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے گمراہ کن عقیدہ کو چھوڑ کر اسلام قبول کر رہے ہیں۔ جن میں شیخ راحیل احمد بمعہ اہل خانہ جرمنی' مظفر احمد مظفر بمعہ اہل خانہ جرمنی اور اٹلی کے مرکزی رہنما رحمت خان کے اپنے اہل خانہ سمیت تیرہ افراد نے اسلام قبول کیا اور گزشتہ چند برسوں میں صرف اٹلی میں ۱۳۴ افراد قادیانیت سے تائب ہو کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ پشاور کے ۱۰۷ افراد' کھاریاں کے اور دیگر علاقوں کے بعد اب قلعہ مرزائیت کے مرکز میں سے بھی ایسے افراد اسلام قبول کرنے لگے ہیں۔ یعنی چوہدری شیر علی موڑا اور ان کے رفقائے کرام کا حلقۂ اسلام میں داخل ہونا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حقانیت کی دلیل ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے قادیانیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے گمراہ اور باطل عقیدہ کو چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آ جائیں اور قیامت کے دن شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقدار بنیں۔

ظاہری چکاچوند کے باوجود باطل کو مٹنا ہی ہوتا ہے: مولانا خدا بخش

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ رئیس المناظرین مولانا خدا بخش نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باطل کے مقدر میں فنا ہونا لکھ دیا ہے۔ ظاہری چکاچوند کے باوجود باطل کو مٹنا ہی ہوتا ہے۔ دنیا بھر کے باشعور لوگ باطل قوتوں کے فریب سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ' امریکہ' افریقہ اور ایشیا میں بڑی تعداد میں لوگ مرزائیت کو ترک کر کے مسلمان ہو رہے ہیں۔ یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کی بھی خاطر خواہ تعداد خود ہی حقیقت کا ادراک کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سال ۲۰۰۴ء کو سال تبلیغ قرار دیا ہے۔ تمام مسلمان غیر مسلموں سے رابطہ کر کے انہیں دین کی دعوت دیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکزی جامع مسجد تلے عالی' جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن' جامع مسجد توحید حاجی پارک اور جامع مسجد عثمانیہ گرجاکھ گوجرانوالہ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ ان اجتماعات سے مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا حافظ محمد ثاقب' مولانا عبدالواحد رسولنگری' مولانا حافظ محمد صدیق' مولانا حافظ گلزار احمد آزاد اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ مولانا خدا بخش نے کہا کہ قادیانیت دہشت گردی' ملک دشمنی اور بغاوتِ اسلام کا دوسرا نام ہے۔ دنیا بھر میں تخریبی کارروائیوں میں درپردہ قادیانی' یہودی اور صیہونی اتحاد کارفرما ہے۔ حکومت پاکستان کو قادیانیوں کی مختلف سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔ حکومتی ایوانوں میں کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانیوں کو فی الفور الگ کیا جائے' اسی صورت میں پاکستان کی سالمیت اور بقا کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ ملک میں ہونے والی موجودہ تخریبی کارروائیوں میں قادیانی لابی پیش پیش ہے۔ انہوں نے ڈسکہ کے نواحی گاؤں اونچی کھرولیاں کا نام قادیانی ڈاکٹر مبشر کے والد اسلم قادیانی کے نام پر رکھنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے' اسے قادیانیت نوازی قرار دیا اور کہا کہ غیور مسلمان اسے قطعاً برداشت نہیں کریں گے کہ ایک مجاہد ختم نبوت کے خاندان کے افراد میں اقتدار میں آ کر قادیانیت نوازی کرتے پھریں۔ انہوں نے آنکھوں کا ہسپتال اونچی کھرولیاں کو سرکاری تحویل میں لینے اور گاؤں کا نام کسی مسلمان کے نام پر رکھنے کا مطالبہ کیا۔ ان کے تمام مطالبات کی عوام نے بھرپور تائید کی۔

جواب آں نظم

مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مرزا محمود احمد قادیانی کی ایک نظم قادیانی آرگن الفضل مورخہ ۲/ جنوری ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی تھی' جس کے جواب میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے یہ نظم لکھی اور یہ اشعار مرزا محمود کی نظم ہی کی زمین میں لکھے گئے۔ یہ نظم روزنامہ آزاد مورخہ ۲۱/ جنوری ۱۹۵۳ء کے پہلے صفحے میں شائع ہوئی۔

لب پہ ہیں ترانے الفت کے' دل خوف خدا سے خالی ہے
حق بات ہے یہ دنیا والو' مرزا کی نبوت جعلی ہے
چہرے پہ نقاب تقدس کا اور دل پہ تسلط باطل کا
مخلوق کو بہکانے کی عجب ظالم نے راہ نکالی ہے!
"استادِ ملائک" نے جانے کیا پھونک دیا ہے کانوں میں
دعویٰ ہے نبوت کا لیکن' اک بات میں سو سو گالی ہے
جو دین محمد چھوڑ گئے' اللہ سے ناطہ توڑ گئے
ان بندوں کا دنیا میں تو کیا' عقبیٰ میں بھی شیطان والی ہے
اندھیر ہے روز روشن میں یہ چوری' یہ سینہ زوری
سرکارِ دو عالم کی مسند اک ظالم نے سر کالی ہے
مذہب کا لبادہ اوڑھ کے بھی' عریاں ہے جبلت مرزا کی
بہروپ نہیں چھپ سکتا کبھی' یہ دنیا دیکھی بھالی ہے
روفو کو بھلا کیسے بھولیں' وہ طفل پری وہ ماہ تھا
وہ جس کا تصور آتے ہی "ہر رات ان کی دیوالی ہے"
جس کافر نے چمکائی تھی' دکان نبوت میرزا کی
وہ کافریاں سے جا ہی چکا دکان بھی جانے والی ہے

(مرسلہ: مولانا منظور احمد الحسینی' لندن)

REGD. NO. SS-160

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروفِ عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہلِ اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122, Fax:542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340